عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۲۶ر شعبان تا ۲ر رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ر جون ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۲۳

جانوروں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کریمانہ برتاؤ

اِستقبالِ رمضان

علم، عمل اور احسان
لازم وملزوم

میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

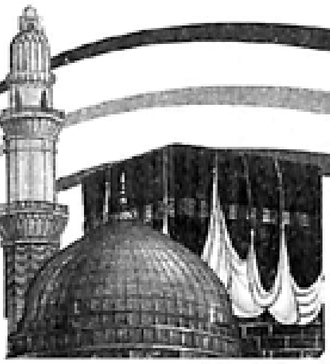

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفی

ایس ایم ایس کے ذریعے طلاق

س:.....ایک شخص نے اپنی بیوی کو فون پر ایس ایم ایس کے ذریعہ طلاق دی۔ اس کے بعد دوبارہ ایس ایم ایس بھیجا کہ میں نے تمہیں طلاق دی، کچھ عرصہ بعد تیسری دفعہ ایس ایم ایس بھیجا کہ میں نے تمہیں طلاق دی، پوچھنا یہ ہے کہ کیا ایس ایم ایس (SMS) کے ذریعے بھی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؟

۲:... میرے اس شوہر سے دو بچے ہیں ایک لڑکا جس کی عمر ڈھائی سال ہے جبکہ لڑکی کی عمر ایک سال ہے۔ میرے شوہر ایک سالہ بچی کو اپنے ساتھ لے گئے جبکہ لڑکا میرے پاس ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ چھوٹے بچے شرعاً ماں کے پاس کب تک رہ سکتے ہیں اور باپ کے پاس کب تک؟ نیز پرورش کے ایام کا نان نفقہ کس کے ذمہ ہے؟ کیا باپ کا دودھ پیتی بچی کو ساتھ لے جانا ظلم نہیں؟

۳:... مہر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے، کیا شوہر پر اس کی ادائیگی لازم اور ضروری ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر شوہر نے شادی کے موقع پر یا اس کے بعد بیوی کو کوئی چیز ملکیتاً دی ہو تو اب اس کا کیا حکم ہے، آیا وہ بیوی کا حق ہے یا شوہر کا؟

ج:.....صورت مسئولہ میں اگر شوہر ایس ایم ایس کرنے کا اقراری ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر طلاق ہوچکی ہے لیکن اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر شوہر نے ایک دفعہ طلاق دینے کے لئے ایس ایم ایس کیا ہو اور اسی ایک طلاق کی خبر دینے کے لئے اس نے دوبارہ، سہ بارہ ایس ایم ایس کیا ہو تو اس صورت میں اس کی بیوی یعنی سائلہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوچکی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ شوہر عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرسکتا ہے اور عدت گزرنے کے بعد باہمی رضامندی سے دوبارہ تجدید نکاح ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر شوہر نے تین طلاق ہی کی نیت سے تین دفعہ الگ الگ ایس ایم ایس کیا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں اور یہ شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے اور ان کا نکاح بالکل ختم ہوچکا ہے، عدت گزرنے کے بعد عورت آزاد ہے، جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

۲:.....لڑکا سات سال کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہے گا، جبکہ لڑکی بالغ ہونے تک، بشرطیکہ عورت نے کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کیا ہو جو لڑکی کے لئے غیر محرم ہو، کیونکہ ایسی صورت میں لڑکی کی پرورش کا حق نانی کو ہوتا ہے، نہ کہ ماں کو، صورت مسئولہ میں شوہر نے ایک سالہ معصوم بچی کو ماں سے الگ کرکے صرف عورت کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اس معصوم بچی کے ساتھ بھی ظلم عظیم کیا ہے۔

۳:... مہر بیوی کا شرعی حق ہوتا ہے جس کی ادائیگی شوہر پر لازم اور ضروری ہوتی ہے، صورت مسئولہ میں اگر شوہر نے بیوی کا حق مہر ادا نہیں کیا ہے، اور نہ بیوی نے اپنی خوشی اور رضا سے معاف کیا ہو، تو اس کی ادائیگی شرعاً شوہر پر لازم ہوگی، اسی طرح جو جو چیزیں شوہر نے شادی کے بعد بیوی کو ملکیتاً دے دی ہیں تو وہ تمام چیزیں شرعاً بیوی کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں، شوہر کے لئے وہ چیزیں واپس لینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ — ۲۶/شعبان تا ۲/رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/جون ۲۰۱۵ء — شمارہ:۲۳

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
علم،عمل اور احسان.....لازم وملزوم	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
استقبال رمضان	۷	مولانا عبدالقادر گجراتی
خوف خدا اور فکر آخرت	۱۰	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
جانوروں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا کریمانہ برتاؤ	۱۳	مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی
میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات	۱۷	حضرت مولانا طارق جمیل
''کیا خوب آدمی تھا،خدا مغفرت کرے!''	۱۹	جناب محمد فاروق قریشی صاحب
سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس،گوادر	۲۱	مولانا احمد شاہ بلوچ،تربت
تحریک ختم نبوت...آغاز سے کامیابی تک(۳۲)	۲۵	سعود ساحر

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم،محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۹۵ڈالر یورپ،افریقہ:۷۵ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات،بھارت،مشرق وسطیٰ،ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی،فون:۳۲۷۸۰۳۳۷،فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ،ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

علم،عمل اوراحسان.....لازم وملزوم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ دنوں گلشن زکریا کے چار پھول جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تشریف لائے تو اساتذہ وطلبہ کے چہروں پر خوشی کے آثار اور مدرسہ کی فضا مزید انوارات سے منور ہوگئی۔ میری مراد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے اکلوتے صاحبزادے اور آپؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی دامت برکاتہم العالیہ انڈیا سے، آپ کے دوسرے خلیفہ مجاز اور پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم العالیہ مکۃ المکرمہ سے، آپ کے تیسرے خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی دامت برکاتہم راولپنڈی سے اور چوتھے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مختار الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم کربوغہ شریف کوہاٹ سے تشریف لائے۔ ان چاروں اہل اللہ کا بیک وقت اور ایک ساتھ تشریف لانا جامعہ اور اہل کراچی کے لیے کسی رحمت اور نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ اس لیے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو رات دن امت مسلمہ کی اصلاح وفکر میں تڑپتے، کڑھتے، روتے اور بلبلاتے ہیں۔ اپنی مناجات سحرگاہی میں امت ہی کے لیے مانگتے ہیں۔ ان کی تمام عمر دین کی تبلیغ واشاعت، طلبہ کی خدمت وتربیت، مواعظ ونصیحت اور اصلاح وارشاد میں گزر رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے طور پر اور اپنے حلقۂ احباب میں اپنے اہداف ومقاصد کی تحصیل اور خالص تزکیہ واحسان میں اس قدر مصروف، منہمک، والہیت اور جذب وکیف کے ساتھ مشغول ہے کہ الفاظ میں ان کی تعبیر کرنا میرے جیسے ہیچ مداں کے لیے بہت مشکل ہے۔ تھکا دینے والے اسفار اور ہمہ وقت مصروفیات کے باوجود ہر ایک سے ملنا، اس کے احوال لینا، اس کو ہدایات دینا اور ہر ایک پر نظر رکھنا، ہر ایک کو اتباع سنت کی تلقین اور اتباع شریعت کا اہتمام، عشق الٰہی اور نصرتِ غیبی کے سوا کوئی دوسری توجیہ ممکن نظر نہیں آتی۔

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کی صحبت اور تربیت ہی کا اثر ہے کہ حضرت کے خلفائے کرام جہاں سلوک واحسان کی تعلیم وتلقین کے لیے خانقاہیں آباد کرتے ہیں، وہاں مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے طلبہ اور علماء کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ عوام کے قلوب واذہان میں مدارس اور اہل مدارس کی اہمیت وضرورت بھی بتلاتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے مریدین ومعتقدین کو دعوت وتبلیغ کے لیے وقت لگانے کی طرف بھی ترغیب وتحریص دلاتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان برگزیدہ شخصیات سے تعلق رکھنے والا جہاں شریعت کا پابند، متبع سنت ہونے کے باوصف قرآن کریم کی تلاوت، درود شریف اور معمولات کی پابندی کرنے والا ہوتا ہے، وہاں وہ ایک کامیاب مدرس، کامیاب طالب علم اور فارغ اوقات میں تبلیغ میں وقت لگانے والا بھی ہوتا ہے۔ ان حضرات کے بیانات میں اکثر وبیشتر یہی تین چیزیں موضوع بحث رہتی ہیں اور یہ حضرات فرماتے ہیں کہ: مدارس کے طلبہ جہاں علوم دینیہ کی تحصیل اور تعلیم میں لگے ہوئے ہیں، اس سے فراغت کے بعد تزکیہ واحسان کا سیکھنا بھی ان کے لیے ضروری ہے۔

''حضرت شیخ الحدیثؒ اور ان کے خلفائے کرام'' نامی کتاب میں حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم کے احوال میں لکھا ہے کہ: میں نے حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا: حضرت! کیا بیعت کے بغیر کوئی کمال تک نہیں پہنچ سکتا؟ حضرتؒ جو ٹیک لگائے ہوئے تھے، ٹیک چھوڑ کر بہت زور سے فرمایا: پہنچ سکتا ہے، کون کہتا ہے نہیں پہنچ سکتا، لیکن پھر بہت ہی توجہ واہتمام اور شفقت سے فرمایا:

’’پیارے! ایک بات بہت غور سے سنو! اصل مقصد نہ تو یہ بیعت ہے، نہ اس راہ کے ذکر واذکار، اور نہ یہ مدارس اور نہ خانقاہیں اور کہیں تم ناراض نہ ہو جانا، نہ یہ تبلیغ میں وقت لگانا، بلکہ کوئی مفتی مجھ پر فتویٰ نہ لگادے، یہ نماز اصل ہے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج، یہ سب اصل مقصد نہیں ہیں..... پتہ ہے اصل کیا ہے؟ اور پھر سکوت پر مجھے گلے لگا کر فرمایا کہ: ’’بس اصل یہ ہے کہ بندہ خدا سے لپٹ جائے، اُسے راضی کرلے الخ۔‘‘

(حضرت شیخ الحدیثؒ اوران کے خلفائے کرام، حصہ دوم، ص:۲۰۴-۲۰۵)

اور حاشیہ میں لکھا ہے:

’’اس میں شک نہیں کہ یہ سب چیزیں جن کا مقصود بالذات نہ ہونا بتایا گیا ہے، یہ سب کی سب اصل مقصود کے حصول کے لیے وسائل وذرائع عظیمہ ولابدیہ ہیں اور شریعتِ مطہرہ نے ان میں سے ہر ایک کا درجہ متعین کردیا ہے کہ بعض ان میں سے فرض ہیں، بعض واجب، بعض مستحب اور اس میں بھی شک نہیں کہ اگر کوئی زندیق نماز، روزہ، زکوٰۃ وحج جیسے ارکانِ مفروضہ کا انکار کرے تو وہ قطعاً کافر ہے۔ یہاں حضرت قدس سرہٗ کا مطلب یہ تھا کہ یہ سب فرائض واعمال وغیرہ فی نفسہٖ ان کے شریعت میں جو درجے متعین ہیں ان کو تسلیم کرتے ہوئے بھی فی الاصل یہ مقصود بالذات نہیں ہیں، بلکہ اصل مقصود ان سب میں بھی رضائے باری تعالیٰ ہے، اسی لیے بعض اوقات میں نماز پڑھنا گناہ ہے، بعض اوقات واحوال میں روزے رکھنا گناہ..... وہکذا الخ سب ہی اعمال ومذکورہ اشیاء کا حال ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ اصل مقصود ان سب کا وہی خفی تعلق ورضائے باری کا حصول ہے، جس کو تصوف کی اصطلاح میں حصولِ نسبت کہتے ہیں اور اسی کے بارے میں امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو اپنے مکتوب مبارک میں تحریر فرمایا ہے: ’’اگر آپ غور فرمائیں گے تو آیت اور حدیث سے اسی کا مطلوب ہونا ثابت ہوگا، اگرچہ یہ کلی مشکک ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہمارے اکابر اور تمام محققین صوفیہ وعارفین کے نزدیک کسی قسم کی نسبت اور تعلق اور حال معتبر نہیں جو کہ شرعی احکام کی بجاآوری کے بغیر ہو! اور نہ ہی اس سے رضائے باری حاصل ہوسکتی ہے، کیونکہ رضائے باری کی میزان شریعتِ مطہرہ ہے اور جو حال یا وارد یا کشف وکرامت یا تصوف کا کوئی بھی جزئیہ شریعت کی پابندی کے بغیر یا شریعتِ محمدیہ کے خلاف ہو تو وہ قطعاً مردود اور ناقابل التفات ہے، لہٰذا حضرت کے ارشاد کا مطلب تھا کہ یہ بیعت اور اس کے لوازمات ذکر واشغال وغیرہ بھی اسی مقصودِ اصلی یعنی رضائے باری والی کیفیت -جسے نسبت کہتے ہیں- کے حصول کا ذریعہ ہے۔‘‘ (حضرت شیخ الحدیثؒ اوران کے خلفائے کرام، حصہ دوم، ص:۲۰۵-۲۰۶)

مسلمان کا ہر معاملہ دینی ہو یا دنیوی صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہونا چاہیے۔ اہل اللہ اور عارفین ہر کام میں اپنی نیت کی تصحیح کرتے اور اسے خوب ٹٹولتے ہیں کہ یہ کام میں اپنے خالق، مالک اور رزاق کی خوشنودی کے لیے کررہا ہوں یا اس میں میری چاہت اور نفسانی خواہشات کا دخل ہے۔ جب وہ یقین کرلیتے ہیں کہ میں یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کررہا ہوں، تو پھر کوئی کام ان کے لیے مشکل اور ناممکن نہیں ہوتا اور وہی کام خواہ دین کا ہو یا دنیا کا، وہ ان کے لیے عبادت بن جاتا ہے، اس لیے کہا جاتا ہے: ’’نیة المؤمن خیرٌ من عمله‘‘۔

ہر انسان ظاہر وباطن سے مرکب ہے۔ جس طرح ظاہری جسم کی طہارت یعنی آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں، فرج اور شکم کو اغلاط وانجاس سے پاک کرنا لازمی اور ضروری ہے اور ہر صاحب عقل وصاحب شعور اپنے جسم کو ان آلودگیوں سے بچاتا بھی ہے، اسی طرح باطن کی طہارت یعنی قلبی امراض مثلاً: حسد، کینہ، کبر، بغض، غفلت، غرور اور ضلال وغیرہ سے منزّہ اور پاک وصاف ہونا بھی فرض اور ضروری ہے۔

شریعت:..... اوامر ونواہی سے عبارت ہے، جن کی صراحت قرآن کریم اور سنت نبویہ میں آئی ہے، یعنی یہ ایک ایسی شاہراہ اور صراط مستقیم ہے جو رب تعالیٰ تک پہنچاتی ہے، جس پر چلنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور جس کے ترک پر قہر وسزا مرتب ہوتی ہے۔

طریقت:..... تہذیب اخلاق یعنی اوصاف ذمیمہ اور رذیلہ کو اوصاف حمیدہ وفضیلہ میں بدلنے اور تبدیل کرنے کا نام طریقت ہے۔ شامی جلد اول کتاب العلم میں آیا ہے کہ: رذائل کا دفعیہ اور اخلاقِ حمیدہ مثلاً: اخلاص وشکر کا حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ (شامی، کتاب العلم، جلد:۱، ص:۴۳) اور چونکہ مریض کی رائے بھی مریض ہوتی ہے، اس لیے اپنا علاج خود نہیں کرسکتا، کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرنا فرض ہے، جب اصلاحِ نفس فرض ہے تو جس کے تعلق اور صحبت پر اصلاح

نفس موقوف ہے وہ بھی فرض ہے، البتہ مرید ہونا سنت ہے، جس کا جی چاہے سنت کی برکت کے لیے مرید بھی ہو جائے۔

حقیقت یا احسان:...... ظہور توحید حقیقی یعنی توحید ذات حق بلا حجاب تعینات کو کہتے ہیں، جس کا ذکر حدیث جبرئیلؑ میں ہے، ان تینوں کی ضرورت کو اس مثال سے خوب سمجھا جاسکتا ہے کہ: نماز کو فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات سے ادا کرنا شریعت ہے، اس میں خشوع کرنا طریقت ہے اور اس طور پر نماز ادا کرنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہے ہیں، یہ حقیقت اور احسان ہے۔

احکام الٰہی کا جب تک علم نہ ہو عمل ممکن نہیں اور عمل کے بغیر علم بے سود ہے اور علم وعمل دونوں بلا احسان ناقص ہیں، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب یہ مقولہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ، وَمَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ۔“

”جس نے تزکیہ واحسان کی راہ اختیار کی اور علم شریعت سے بے بہرہ رہا، وہ زندیق ہوا۔ جس نے علم دین حاصل کیا اور تزکیہ واحسان کی راہ اختیار نہ کی، وہ فاسق ہوا۔ جس نے دونوں کو حاصل کیا، وہ محقق بنا۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کی فہم کو خیر کثیر سے تعبیر فرمایا ہے: ”وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا۔“ (البقرۃ:۲۶۹)...... ”جس کو دین کی سمجھ دی گئی، اس کو خیر کثیر دی گئی۔“ صحیح علم کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے۔ صحیح علم کے حامل کی قرآن کریم نے یوں تعریف فرمائی ہے: ”إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ“ (الفاطر:۲۸)...... یعنی ”اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے عالم ہی کو خشیت اور خوف ہوتا ہے“ جس سے وہ گناہوں اور نافرمانیوں سے بچتا ہے اور تعمیل فرمان پر کمربستہ رہتا ہے۔

عالم اللہ تعالیٰ کا وہ مقرب بندہ ہوتا ہے کہ اس کا حوصلہ ایسا پست اور ذلیل نہیں ہوتا کہ دنیا مردار کو علم کی نعمت پر ترجیح دے، وہ منعم حقیقی کا ایسا متوالا ہوتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف بلا ضرورت التفات اور توجہ نہیں رہتی۔

تمام علوم ومعارف، حقائق ودقائق اور ریاضت ومجاہدات کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا مل جائے اور آخرت کی زندگی درست ہو جائے۔ یعنی صحیح عالم یہ چاہتا ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقرب اور محب بن جاؤں، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ محبت کے لائق صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، نہ اس کی ذات کو فنا ہے، نہ اس کی صفات کو اور نہ ہی اس کے احکام کو فنا ہے۔ ایسی محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور اپنی بندگی وذلت کا بصیرتِ قلب سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اعمال حسنہ کے صدور کو من جانب اللہ انعام سمجھتا ہے۔ اپنی ہستی اور ہستی کے آثار وصفات کی طرف التفات کرنے سے شرماتا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ: دین دو اجزاء کا مجموعہ ہے: ۱:...... علم نبوت ۲:...... نور نبوت۔

علم نبوت:...... جس کو مدارس میں علماء پڑھاتے ہیں اور طلبہ پڑھتے ہیں۔

نور نبوت:...... وہ فیض صحبت سے نصیب ہوتا ہے۔

علوم نبوت کے نقوش تو کتابوں سے لیے جاسکتے ہیں، لیکن انوار نبوت کا محل کاغذ نہیں، بلکہ قلب مؤمن ہے۔ علوم نبوت کتابوں سے منتقل ہوتے آرہے ہیں اور انوار نبوت سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتے آرہے ہیں، گویا دل دلائل سے نہیں بدلتے، بلکہ دل دلوں سے تبدیل ہوتے ہیں:

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت
اِک خانہ بہ خانہ ہے اِک سینہ بہ سینہ ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

”طلبہ کو چاہیے کہ جب مدارس سے فارغ ہوں تو کم از کم چھ ماہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ پڑیں، تا کہ جو کچھ مدرسے میں حاصل کیا ہے، اس پر عمل کرنے کی ہمت وقوت قلب میں پیدا ہو جائے۔ دین فقط کتابوں کے نقوش کا نام نہیں۔“ (معارف بہلوی، ج:۳، ص:۱۴۸)

(باقی صفحہ:۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

استقبالِ رمضان

ماہِ رجب سے ماہِ رمضان تک

مولانا عبدالقادر گجراتی ندوی

کوئی بھی معاشرہ یا سماج اسی وقت تندرست سمجھا جائے گا جب کہ اس کے باشندوں کی اکثریت تندرست ہو، اگر اکثر افراد تندرست نہیں تو اس سماج کو صحیح اور تندرست نہیں کہا جاسکتا خواہ اس کے چند افراد تندرستی میں کتنے ہی ممتاز کیوں نہ ہوں۔

اگر یہ سماج تن درست کے ساتھ من درست بھی ہو تو سبحان اللہ! کیا کہنا اس سماج کی خوش قسمتی کا۔

اگر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ فرد اصل ہے، سماج اس کے تابع ہے، اس لئے کہ بہت سے افراد مل کر ہی معاشرہ وسماج بنتا ہے، باپ بیٹا، ماں بیٹی، چچا پھوپھی، ماموں خالہ، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، دادا نانا، دادی نانی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی اور آگے چل کر پڑوسی پڑوسن، اہل محلہ، اہل بستی، اہل ملک، اہل مذہب ودین، سب افراد ہی تو ہیں، لہٰذا اگر ہر فرد اپنی جگہ پر صحیح ہے تو پورا معاشرہ صحیح ہے، اور فرد بگڑا ہوا ہے تو معاشرہ بگڑا ہوا اور خراب ہے۔

اسلام نے سب سے پہلے فرد کو اپنی اصلاح کا ذمہ دار بنایا ہے: "قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا" (اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے)۔

ہر فرد اپنی تندرستی کے لئے بہتر سے بہتر مواقع کی تلاش میں رہتا ہے اور جب وہ موقع ہاتھ آتا ہے تو اس سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتا ہے، مثلاً ایک سردی کے موسم ہی کو دیکھ لیجئے کہ اکثر لوگ اپنی صحت بنانے کے لئے کھانے پینے کی اشیاء، سونے جاگنے کے اوقات اور بہت سے معمولات تبدیل کرلیتے ہیں، محض اس لئے کہ تندرستی اور قوت حاصل ہوجائے اور اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے، گرمی کا موسم اس میں ان کو اتنی مدد نہیں کرتا جتنا جاڑا، اس لئے گرمی کے ایام کو تو بس کسی طرح گزارنا کافی سمجھتے ہیں۔

من درستی جو تن درستی میں بھی اہم رول ادا کرتی ہے، اس کے لئے بھی خالق کائنات وپروردگار حقیقی نے ہمارے لئے بہت سے مواقع پیدا فرمائے ہیں، ان میں سے سے اہم ترین تو ماہ رمضان المبارک ہے، جو گویا اسی غرض سے دیا گیا ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم رجب سے ہی رمضان کی تیاری کریں، دل کی زمین کو ان انوار کی بارش کے استفادہ کے قابل بنائیں، جن کا موقع پھر ایک سال تک ہاتھ نہیں آئے گا، اور سال بھر کا زمانہ پتا نہیں کیسا گزرے اور ہم آئندہ اس سنہرے موقع سے استفادہ کے لئے رہیں، نہ رہیں۔

ایک دُعا رجب کا چاند دیکھنے کے موقع کی ہے: "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ" (جو اگرچہ ضعیف ہے، مگر فضائل میں اس سے استدلال صحیح ہے)۔

فی الجملہ اس سے اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ رجب سے رمضان کی تیاری ہوجانی چاہئے، رجب کے فضائل کے سلسلے میں اگرچہ بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں، مگر سند کے لحاظ سے اکثر موضوع یا نہایت ضعیف ہیں۔ ہاں! اہل جاہلیت رجب کو ضرور قابل تعظیم سمجھتے تھے، خاص کر قبیلہ مضر جو ان دنوں اس ماہ کے احترام میں جنگ وجدال سے پرہیز کرتے تھے اور اسی وجہ سے بعض قبائل جن کی مضر سے جنگ رہتی تھی، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں ہر زمانے میں نہیں حاضر ہوسکتے تھے، ان دنوں کے امن سے فائدہ اُٹھا کر اپنے نمائندے بھیجتے تھے، دین اور اس کی بنیادی تعلیمات معلوم کرواتے تھے، احادیث کی کتابوں میں اس کے تذکرے کثرت سے موجود ہیں۔

بہرحال کسی بھی اہم کام کی تیاری پہلے سے کرنا ایک امر معقول ہے اور اس سے آدمی کو زیادہ نفع پہنچ سکتا ہے، ہاں! رجب شعبان وغیرہ کے فضائل کے سلسلے میں بہت سی موضوع احادیث اور غلط باتیں چل پڑی ہیں، ان کا دین میں کوئی اعتبار نہیں، اس لئے محض سنی سنائی باتوں پر عمل نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اہل علم سے معلوم کرکے ہی اس کو معمول بنانا چاہئے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم رجب سے ہی رمضان کی تیاری کریں، دل کی زمین کو ان انوار کی بارش کے استفادہ کے قابل بنائیں، جن کا موقع پھر ایک سال تک ہاتھ نہیں آئے گا، اور سال بھر کا زمانہ پتا نہیں کیسا گزرے اور ہم آئندہ اس سنہرے موقع سے استفادہ کے لئے رہیں، نہ رہیں۔

ایک اہم چیز جس کی ہم سب کو ضرورت ہے اور قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کا امر اور حکم ہے اور جس کے متعدد فوائد خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، وہ توبہ اور استغفار ہے۔

قرآن مجید میں "اِسْتَغْفِرُوْا" (مغفرت طلب کرو) اور "تُوْبُوْا" (توبہ کرو اور اس کی طرف

لوٹ کر آؤ) امر اور حکم کے انداز میں کہا گیا جس سے فرض ہونا ثابت ہوتا ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، سب کی حد ہے، مگر توبہ واستغفار اور ذکر اللہ کی کوئی حد نہیں ہے، اس لئے جتنی بار بھی اس پر عمل کیا جائے، کم ہے۔

قرآن مجید میں سورۂ نوح میں ارشاد باری "اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ" اپنے پروردگار و پالنہار سے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ غور کا مقام ہے کہ اللہ سے استغفار کا حکم دیا جارہا ہے اور بجائے اسم "اللہ" کے اپنے پیارے نام "رَبّ" پروردگار و پالنہار کو ذکر کیا جارہا ہے کہ جس سے تم معافی مانگ رہے ہو اور مغفرت طلب کررہے ہو وہ رَبّ اور پروردگار و پالنہار ہے، مزید صراحت سے کہا جارہا ہے کہ وہ رَبّ العالمین یعنی تمام جہانوں کا رَبّ تو ہے ہی، خاص تمہارا بھی رَبّ ہے، "رَبَّكُمْ" کہا جارہا ہے۔

بھلا کسی کو اپنے مربی سے معافی مانگنے میں کوئی عار ہوسکتی ہے؟ بلکہ اس سے کبھی وہ دوری برداشت کرسکتا ہے؟ اور وہ دُوری، دُور ہونے والا شریف ہے، ذرا بھی انسانیت وشرافت رکھتا ہے تو اس کو کتنی کھلے گی، کتنا بوجھ محسوس ہوگا؟ شریف بیٹا ماں باپ سے، شریف شاگرد اُستاد سے، شریف مرید پیر سے، اگر ذرا بھی اپنے مربی کی ناراضگی کا علم ہوجائے تو بے چین ہوجاتا ہے، اور اس وقت تک وہ اطمینان کی سانس نہیں لے پاتا جب تک اس کو اپنے مربی کی ناراضگی کے دُور ہونے کا یقین نہ ہوجائے، پھر اس مربی حقیقی اور مربی اعلیٰ کی ناراضگی کا کیا پوچھنا!

سورۂ نوح میں استغفار کے فوائد بیان کئے گئے ہیں:

۱- "اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا" وہ تمہارا رَبّ بہت معاف کرنے والا ہے، عربی زبان میں فعال جیسے غفار، اس وزن پر اس بات کو کہا جاتا ہے جو آدمی کا پیشہ یا شیوہ ہو، گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر بھی تمہارے گناہ ہوں اور جتنی بار بھی گناہ ہوجائیں، بے شک یہ نالائقی ہے، مگر رَبّ حقیقی کی شفقت ورحمت اور جو ساری ماؤں اور سارے باپوں کی شفقت سے بڑھ کر ہے، معاف کرنے پر مجبور کردیتی ہے اور اس کی مغفرت کی وسعت کا حال یہ ہے کہ ساری دُنیا کے اوّلین اور آخرین، اگلے پچھلے، سب آخری درجہ کی معصیت اور نافرمانی میں مبتلا ہوجائیں، پھر اللہ کی طرف رُجوع کریں تو اس کی مغفرت ان سب کے گناہوں سے زیادہ ہے، اس لئے بھی اس کی رحمت ورأفت اور عفو ومغفرت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔

۲- "يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا" وہ تم پر موسلادھار بارشیں برسائے گا، استغفار سے بارش بھی ہوتی ہے، اس وجہ سے صلوٰۃ الاستسقاء مسنون ہے، جس میں اصلاً استغفار ہی ہے۔

۳- "وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ" اور تمہیں مالوں میں ترقی دے گا۔

۴- "وَّبَنِيْنَ" اور اولاد میں ترقی دے گا۔

۵- توبہ سے اللہ تعالیٰ عذاب کو روک لیتے ہیں۔

استغفار، اللہ سے مغفرت اور گناہوں سے معافی کی بخشش طلب کرنا ہے اور توبہ اللہ کی نافرمانی والی غلط زندگی پر ندامت وشرمندگی کے ساتھ اللہ کے سامنے معافی مانگ کر خدا کی پسندیدہ زندگی اختیار کرنے کا عہد ہے، گویا سرکشی چھوڑ کر فرمانبرداری اختیار کرنا ہے، یہ بات خدا کو بہت پسند ہے۔

کفر، شرک، بدعت اور نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ میں کوتاہی، غیبت، بغض، کینہ وحسد، والدین اور بیوی بچوں کے حقوق میں کوتاہی اور کسی کی ناحق کوئی چیز دبالی ہے، مثلاً باپ دادا کی ملکیت میں بہت سے وارث حق دار ہوتے ہیں، ان کا حق ادا نہ کرنا، خواہ اپنی طاقت وقوت اور رُعب ودبدبے کی وجہ سے، یا ان کی اپنے حقوق سے ناواقفیت وجہالت کی وجہ سے، اسی طرح تجارت وکاروبار میں حرام باتوں سے، غرض جو چیزیں حرام ہیں، ان سب سے پہلے توبہ کرے، ایسے ہی جن فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہورہی ہے، ان سب سے پہلے توبہ کرے اور پاک وصاف ستھری زندگی گزارنے کا خدا سے عہد کرے اور عزم کرلے کہ اب صحیح زندگی گزارنی ہے، بندوں کے حق بھی ادا کرے، خواہ ایک مرتبہ کتنا ہی مشکل معلوم ہو، ہمت کرکے کر ڈالے تو اس کو ایک نئی زندگی ملے گی، جس کے لطف ومزہ اور آرام واطمینان کو وہ خود محسوس کرے گا، اور خدا کی غیبی مدد اس کے شامل حال ہوگی، جس کو وہ دیکھے گا۔ یہ تو دُنیا کا نفع ہوا، آخرت کا نفع حسن خاتمہ اور وہاں کی لازوال نعمتیں جن کی ابتدا موت، بلکہ موت سے پہلے ہی شروع ہوگی، اس کی ایسی لذت جس کو وہ کسی کو سمجھانا بھی چاہے تو شاید نہ سمجھا سکے۔

توبہ ہر حال میں مفید ہے، کچی ہو یا پکی، ہاں پکی کی بات ہی اور ہے۔

توبہ واستغفار سے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور درجات بھی بلند ہوتے ہیں، دُنیا بھی بنتی ہے اور آخرت بھی سنورتی ہے اور اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔

بہرحال رجب سے اس کا اہتمام شروع ہو، شعبان میں اور بھی زیادہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے تھے کہ دیکھنے والوں کو گمان ہوتا کہ آپ شعبان میں کبھی بے روزہ رہتے ہی نہیں۔

جیسے فرض نماز سے پہلے سنتوں کے ذریعے اس کی تیاری کرلیتے ہیں، اسی طرح گویا شعبان میں روزوں کی کثرت سے رمضان شریف کے روزوں کی تیاری کرتے ہیں۔

۱۵؍شعبان کی شب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کے قبرستان "البقیع" میں جانا اور

سب کے لئے دُعائے مغفرت کرنا ثابت ہے، لیکن اس میں جشن کا انداز کہیں مروی نہیں، ہم تو اس عبادت کو بھی جشن بنادیتے ہیں، یہاں تک کہ سب کچھ کرتے ہیں سوائے عبادت کے، اللہ جہالت سے بچائے کہ یہ سب باتیں جہالت سے پیدا ہوتی ہیں۔

شعبان کی ۲۹ر تاریخ کو چاند دیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے، بلکہ اس سے پہلے رجب کی ۲۹ر تاریخ کو بھی تاکہ شعبان کی ۲۹ر معلوم ہوسکے اور رمضان کے چاند دیکھنے کا وقت پر اہتمام ہوسکے۔

شعبان ہی سے کمائی میں کوئی حرام جز کے شامل ہونے کا گمان ہے تو اس کو دُور کرکے حلال، صاف ستھری کمائی کا اہتمام کرنا چاہئے، کیونکہ نماز ہو یا روزہ، توبہ واستغفار یا کوئی دُعاء، خواہ اپنے پورے آداب کے ساتھ حرم شریف میں کعبہ کا پردہ پکڑ کر ہی کی جائے، لیکن حرام کمائی اس کی قبولیت میں مانع ہوتی ہے، اس لئے اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

رمضان شریف جس میں قرآن پاک جیسی کتاب نازل ہوئی کہ جس کی نظیر آسمانی یا غیرآسمانی کوئی کتاب نہیں، رہتی دُنیا تک جملہ انسانیت کے لئے مکمل رہنمائی کا سامان اپنے اندر رکھتی ہے، اس میں ہر قسم کی عبادت کی کثرت کا حکم اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شامل ہے، روزہ کی فرضیت تو نفسِ قرآن میں مذکور ہے، اس کے ساتھ سب سے اہم ترین فائدہ تقویٰ کے حاصل ہونے کا ذریعہ کا بھی ذکر ہے، وہ تقویٰ جس پر دائمی کامیابی کا دارومدار اور دُنیا میں ہر تنگی سے نکلنے کی راہ اور بے گمان جگہ سے روزی ملنے کا وعدہ ہے۔

بس شرط صرف اتنی ہے کہ اس کو آداب کے ساتھ رکھا جائے:

۱-حلال کمائی سے سحری اور ایسی ہی کمائی سے افطار۔ ۲-صرف کھانا پینا اور بیوی سے شہوت پوری کرنے کے چھوڑنے پر اکتفا نہ ہو، بلکہ دل، دماغ، ہاتھ، پیر اور زبان، بلکہ تمام اعضاء کا روزہ ہو، اور ان سے سرزد ہونے والے حرام کام سے اجتناب کیا جائے۔ ۳-پھر قبولیت کی اُمید اور مردودیت کے ڈر کے ساتھ رکھا جائے کہ ایمان خوف اور رجا کے درمیانی کیفیت کا نام ہے، اگر اس طرح روزہ رکھا جائے تو ہر رمضان ہم کو ترقی دین میں کہیں سے کہیں پہنچادے۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت اس کے خاص الخاص اعمال میں سے ہے، حضرت جبریل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ماہ میں قرآن کا دور اور سلف صالحین سے لے کر آج تک تمام صلحاء کا یہ معمول رہا ہے۔

کاش! کثرت تلاوت کے ساتھ جو کہ خود اپنی ذات میں مطلوب ومقصود ہے، کچھ تھوڑا وقت معتبر ترجمہ اور عام فہم تفسیر کے ساتھ بھی پڑھ لیا جائے کہ ہمیں کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی اہمیت اور ان کے درجات معلوم ہوں اور ہم اپنی زندگی میں ان کو صحیح مقام دے سکیں۔

نماز تو سال بھر فرض ہے ہی، اس ماہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے تراویح اور قیام اللیل کا اہتمام، کیا ہم اس بات کی تعلیم نہیں دیتے کہ اس کا اہتمام رمضان میں اور زیادہ کردیا جائے تاکہ فحشاء اور منکر سے ہمیں نجات ملے جو ہمارے لئے زہر قاتل ہیں۔ سخاوت جس میں اللہ کی محبت میں اپنی محبوب شے یعنی مال کے خرچ کرنے کا جذبہ اور رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں کے ساتھ ہمدردی جس کو عربی میں ”مؤاسات“ کہتے ہیں، جو ہر فردِ بشر کے نزدیک پسندیدہ ہے، شامل ہے، کیونکہ مساوات یعنی سب میں برابری یہ فطرت اور عقل کے خلاف ہے، بلکہ ناممکن ہے، لیکن مؤاسات کے ذریعے تمام انسانی طبقات میں باہم محبت پیدا کرکے خوش گوار زندگی کا ماحول بنایا جاسکتا ہے۔

زکوٰۃ جس میں غریب وامیر کی نفسیات اور ضروریات کا پورا لحاظ کرکے نصاب مقرر کیا گیا ہے، وہ تو فرض ہے ہی، لیکن اس ماہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اس پر اکتفا کا نہیں، بلکہ اس سے زیادہ کا ہے۔

اس ماہ کے گزرتے گزرتے ایک ایسے مرحلے پر مسلمان پہنچتا ہے، جہاں کچھ وقت کے لئے وہ کلی طور پر اللہ کے ذکر میں مشغول اور مصروف ہونا چاہتا ہے، جس کا نام ”اعتکاف“ ہے، فقہی لحاظ سے وہ سنتِ کفایہ سہی، مگر اس کی افادیت اور اللہ کے ذکر وشغل میں یکسوئی آخری درجہ میں طلبِ مغفرت میں اِلحاح واصرار کے ساتھ اس کے در پر پڑ جانا، ایسا نمایاں اور ممتاز پہلو ہے کہ ہر صاحبِ دل اس کو دل وجان سے کرنا چاہے۔

ان سارے اعمال سے ایک فرد میں صلاح، تقویٰ، مخلوق سے ہمدردی، خالق سے محبت وتعلق پیدا ہوتے ہیں، جو معاشرہ وسماج کی اصلاح کی بنیاد ہے، تو دُوسری طرف اجتماعی اصلاح کی کوششوں سے بھی اس ماہ میں صرفِ نظر نہیں کیا گیا جیسا کہ غزوات کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے، غزوۂ بدر، فتح مکہ جیسے غزوات ہمیں کیا بتاتے ہیں...؟

اگر غور کیا جائے تو فرد ومعاشرہ کی صلاح واصلاح کے لئے یہ گراں مایہ اور بے بدل اللہ کی طرف سے تحفہ ہے جس کی بڑی قدردانی ہونی چاہئے۔

اگر اس طرح قدر ہوجائے تو پھر شبِ قدر بھی نصیب ہوجائے اور ”مَنْ جَدَّ وَجَدَ“ (کوشش کرنے والے کو مل کر رہتا ہے) کے تحت ضرور اس کی اُمید غالب ہے، تو ایسے شخص کی قسمت کا کیا کہنا!

اللہ ہم کو بھی ان خوش نصیبوں میں بنائے، آمین یا رب العالمین!

☆☆☆

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا. فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى. وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى. فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى."

(نازعات:۳۷تا۴۱)

ترجمہ:...... "جس شخص نے سرکشی کی (اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی اور سر پھیر لیا) اور اس نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ لیکن جو شخص ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے (یعنی ایک دن اللہ کے سامنے کھڑے ہونا ہے، اور اس کے دل میں اس کا خوف وخیال پیدا ہوگیا کہ مجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے) اور نفس کو روکے رکھا خواہشات سے پس اس شخص کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔"

بارگاہِ الٰہی میں:

قیامت کے دن جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، وہ بغیر کسی وکیل کے اور بغیر کسی معین اور مددگار کے حاضر ہوگا۔

وہ تو سب سے بڑی عدالت ہوگی، جب کہ یہ بیچارہ دنیا کی معمولی عدالتوں میں بھی کبھی پیش نہیں ہوا تھا اور اگر خدانخواستہ کبھی ضرورت پیش آئی تو وکیل کرلیا کرتا تھا، لیکن قیامت کے دن کسی کا کوئی وکیل نہ ہوگا، کوئی اس کی طرف سے جواب دہی کرنے والا نہیں ہوگا، ہر آدمی کو اپنے تمام اعمال کی خود جواب دہی کرنی ہوگی۔

چار سوال:

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ: "لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ ...... الخ." (ترمذی ج:۲ ص:۶۴) بندے کے قدم اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے جب تک اس سے چار سوال نہ کرلئے جائیں، دیکھنے میں تو یہ چار سوال بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں، مگران چار سوالوں کے جواب دئیے بغیر کسی کے قدم اپنی جگہ سے ہل نہیں سکیں گے وہ چار سوال یہ ہیں:

۱:...... "عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ اَفْنَاهُ؟" پہلا چھوٹا سا سوال یہ ہوگا کہ عمر کس چیز میں ضائع کی؟

میری عمر ۷۰ کے قریب ہوگئی ہے، مجھے تو صبح کا کھانا بھی یاد نہیں رہتا کہ کیا کھایا تھا؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ اپنی پوری زندگی کس چیز میں خرچ کی تھی؟ اس کا جواب دو۔

۲:...... "وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ؟" دوسرا سوال یہ ہوگا کہ: "جوانی کس چیز میں بوسیدہ کی؟" بڑھا ہوگیا، پہلے بچہ تھا، پھر جوان ہوا، پھر بوڑھا ہوگیا، اس جوانی کو کہاں ضائع کیا؟

۳:...... "وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَ؟" مال کے بارے میں دو سوال ہوں گے، ایک یہ کہ کہاں سے حاصل کیا تھا؟ اور دوسرا یہ کہ کس جگہ خرچ کیا؟ دنیا میں تو چونکہ ہمارے اوپر کوئی نگران نہیں ہے کہ کہاں سے لیتے ہیں اور کہاں خرچ کرتے ہیں؟ اس لئے ہم نے یہ تصور کرلیا ہے کہ ہمارے اوپر کبھی کوئی نگران نہیں ہوگا، اور ہم سے کوئی نہیں پوچھے گا۔

۴:...... اور چوتھا سوال: "وَعَنْ عِلْمِهٖ بِمَاذَا عَمِلَ فِيْهِ" یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں علم عطا فرمایا تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ اس کا غالباً ہم بہت آسان سا جواب دیں گے کہ ہم نے علم حاصل ہی نہیں کیا، اور اگر یہ پوچھ لیا گیا کہ کیوں نہیں کیا تو پھر......؟

انعامات کے بارے میں سوال:

بہرحال انسان سے تمام نعمتوں اور مال و دولت سے متعلق سوال کیا جائے گا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

"عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ بَذَجٌ فَيُوْقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَاذَا صَنَعْتَ؟ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ وَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ. فَيَقُوْلُ لَهٗ اَرِنِيْ مَا قَدَّمْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ جَمَعْتُهٗ وَثَمَّرْتُهٗ فَتَرَكْتُهٗ اَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِيْ اٰتِكَ بِهٖ كُلِّهٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضٰى بِهٖ اِلَى النَّارِ."

(ترمذی ج:۲ ص:۶۵)

ترجمہ:...... "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن آدمی کو ایسی حالت میں لایا جائے گا کہ وہ بھیڑ کے بچے کی طرح (ذلیل وحقیر) ہوگا۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تجھ کو بہت کچھ عطا کیا تھا، میں نے تجھے مال و دولت سے نوازا تھا، میں نے تجھ پر انعامات کئے تھے، پس تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا

کہ اے پروردگار! میں نے مال خوب جمع کیا اور اسے خوب بڑھایا، اور اسے زیادہ سے زیادہ حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں، اب مجھے واپس کر دیجئے! میں اسے لے کر آتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ مجھے یہ بتا کہ تو نے آگے کیا بھیجا؟ وہ کہے گا اے پروردگار! میں نے اسے خوب جمع کیا اور خوب بڑھایا اور اسے زیادہ سے زیادہ حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں، اب مجھے واپس بھیج دیجئے، وہ سارے کا سارا آپ کو لا کر دے دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے نے کوئی خیر آگے نہ بھیجی ہو تو اسے دوزخ کی طرف چلتا کر دیا جائے گا۔"

خلاصہ یہ کہ: ''اللہ تعالیٰ بندے سے پوچھیں گے کہ میں نے تجھے بہت مال دیا تھا تو نے اس میں کیا عمل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ بندہ کہے گا کہ: ''یا اللہ! وہ سارے کا سارا میں چھوڑ کر آگیا ہوں، مجھے واپس بھیج دے، میں واپس لے آتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں پوچھتا ہوں کہ میرے لیے کیا لایا؟ ایک دفعہ جو چلا گیا اس کے واپس آنے کا سوال نہیں ہے۔

آنکھ کھل گئی:

جیسے ایک بنیا (ہندو) تھا لوگوں سے سود لیا کرتا تھا اور وہ ظالم لوگوں کی آٹے کی کنالی میں گوندھا ہوا آٹا اٹھا کر لے جاتا تھا، اسی طرح ہنڈیا تیار ہوتی تھی، اٹھا کر لے جاتا تھا۔ ایک دن خواب میں دیکھتا ہے کہ اپنے مقروض سے کہہ رہا ہے کہ آج سود کے دو روپے دیدو، وہ کہتا ہے: ''لالہ جی! ایک روپیہ ہے آج میرے پاس بس یہی ہے لے لو، لالہ جی کہتا ہے نہیں دو روپے دیدو اور مقروض کہہ رہا تھا ایک لے لو، اسی دو ایک کی بحث میں اس کی آنکھ کھل گئی، لالہ جی جلدی سے آنکھ بند کر کے کہنے لگا چلو ایک ہی دیدو!، اب تو آنکھ کھل گئی ہے بھئی اب آنکھ بند کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

عبرت چاہیے:

میرے بھائیو! ہم لوگ غافل ہوگئے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں، لیکن ہم نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں کہ میں کسی مالک کا بھیجا ہوا کارندہ ہوں، اس نے مجھ سے حساب بھی لینا ہے، بھائی یہ نہ سوچا کہ میں کسی آقا کا ملازم ہوں تو مالک نے مجھ سے حساب بھی لینا ہے، ہمیں یہ بات بھی بھول گئی۔ کھانے میں، پینے میں، اور عیش وعشرت میں کچھ ایسے مگن ہوئے اور کچھ ایسے مست اور ایسے مدہوش ہوگئے کہ ہمیں آگا پیچھا، کچھ بھی یاد نہیں رہا، نہ یہ یاد رہا کہ کہاں سے آئے تھے؟ نہ یہ یاد رہا کہ کہاں جانا ہے؟ ہمارے خواجہ مجذوب رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

دفن خود صدہا کیے زیر زمین
پھر بھی مرنے پہ نہیں تجھ کو یقین
کچھ تو عبرت چاہیے نفس لعین

خود اپنے ہاتھ سے لوگوں کو دفن کیا، اپنے ماں باپ کو دفن کیا، اپنے بزرگوں کو دفن کیا، وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے، اور ہم نے کبھی ان کی خبر بھی نہیں لی اور خبر لے بھی کیسے سکتے تھے؟

قبر میں کوئی ٹیلیفون نہیں لگا ہوا، وہاں ٹیلیفون نہیں ہے کہ کوئی پیغام پہنچا دیں یا خبر گیری کر لیں۔

مرنے کا یقین نہیں:

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اب تک اور اب سے لے کر قیامت تک لوگ قبروں میں پڑے ہوئے ہیں، ان کی ہڈیاں بھی گل سڑ گئی ہیں، مٹی بن گئی ہیں، لیکن روح تو باقی ہے، جسم تو گل سڑ جاتا ہے لیکن روح تو باقی رہتی ہے، اور افسوس یہ ہے کہ جو گلنے سڑنے والا جسم ہے اس پر تو ہم نے بہت محنت کی اور جو ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے، اس پر کوئی محنت نہیں، لوگوں کو روزانہ مرتے دیکھتے ہیں لیکن اپنے مرنے کا یقین نہیں آتا۔

ہمیں یقین ہے کہ ایک وقت تھا کہ اس مکان میں میرا باپ رہتا تھا، مگر باپ چلا گیا، اور کل ہم نے بھی جانا ہے، لیکن ہمیں خیال ہی نہیں آتا، ہم اپنی موج سے رو رہے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ فرمانے لگے: تیرا باپ زندہ ہے؟ کہنے لگا نہیں میرا باپ فوت ہوگیا۔

فرمانے لگے: اٹھ جا میرے پاس سے، جس کو اس کے باپ کے مرنے نے نصیحت نہیں دی، اس کو عمر بن عبدالعزیز کیسے نصیحت دے سکتا ہے؟

ہم ایک دو دن روتے ہیں، تیسرے دن قل کر لیتے ہیں، قل کر لیے پتہ نہیں ''قل'' کہاں سے نکال لئے، اللہ جانے؟

کیا قضا نمازوں کی فکر کی؟

کوئی چنے پڑھتے رہتے ہیں، کوئی کچھ کرتے رہتے ہیں، کوئی کچھ کرتے رہتے ہیں، تیسرے دن قل پڑھ لیتے ہیں اور بس قل کر لئے ہیں، ان کے لیے دعا کر لیتے ہیں، ارے بھائی ابا جان کو کبھی دوبارہ بھی یاد کیا؟ کہ ان کے ذمہ کتنی نمازیں تھیں؟ کبھی ان کا حساب لگایا، یا کسی عالم سے پوچھا؟ کہ میرے ابا کی اتنی عمر ہوئی ہے اور اس کے ذمہ اتنی نمازیں تھیں؟

ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ میرے پاس اتنا سونا تھا، بیس سال میری شادی کو ہوگئے ہیں، میں نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی۔ اب میں زکوٰۃ دینا چاہتی ہوں تو کیسے دوں؟ میں نے پورے آٹھ دن لگا کر اس کا حساب نکالا، آٹھ دن میرے لگے حساب نکالنے میں، بیس سال پہلے اتنی تھی، ایک سال کم ہوگیا تو اتنی زکوٰۃ ہوگئی وغیرہ وغیرہ اس کو بیس سال کا پورا حساب جوڑ کر کے دیا۔

اس نے اپنی زکوٰۃ کے بارے میں پوچھ لیا لیکن ابا کے بارے میں تو نہیں پوچھا۔

ہماری مدہوشی:

میرے بھائیو! ہم بالکل غافل ہوگئے، غفلت کی بھی ایک حد ہوتی ہے، مدہوشی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے؟ کبھی تو ہوش میں آجائیں۔ ہر آدمی سویا ہوا ہے کبھی تو جاگ پڑے، اب رمضان آجائیں گے، بہت کم آدمی ہوں گے جو ہم میں روزہ رکھنے والے ہوں گے، ورنہ ہم میں سے ہر ایک آدمی زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ یہ روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا، قرآن سننا، سنانا، صرف مُلّاؤں کا کام ہے، روزہ رکھنے سے ہمارے کاروبار متأثر ہوتے ہیں، نماز کی اس کو توفیق نہیں ہوتی، ان لوگوں کو اپنے بچوں کو نصیحت کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یا ان سے کیسا معاملہ کرنا ہے اس کی توفیق نہیں ہوتی۔

معاف کیجئے! مجھے کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق ہے؟ صرف اتنا فرق ہے کہ ہم کھانا پلیٹوں میں ڈال کر کھالیتے ہیں اور وہ بیچارے جو بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے نظام بنایا ہے، وہ اس طرح کھالیتے ہیں، عقل پر خدا جانے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ غالباً اس دھرتی کی تاثیر ہی ایسی ہے جو یہاں پیدا ہوجاتا ہے اس کو واپس لوٹنے کا خیال ہی نہیں رہتا۔

دنیا والوں کی قسمیں:

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ تبلیغ دین میں جو ان کا ایک چھوٹا سا رسالہ ہے، لکھتے ہیں کہ: دنیا میں رہنے والوں کی چند قسمیں ہیں، اس کو مثال دے کر فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کشتی پر لوگ سوار ہوئے اور کشتی کسی جزیرے پر جا کر لگی، ملاح نے کہا کہ اپنی ضرورت کی چیزیں لے لو اور ذرا جلدی آؤ، بعض لوگوں نے اس نصیحت پر عمل کیا اور اپنی ضرورتیں پوری کیں اور فوراً آگئے اور اچھی جگہ سنبھال لی، کچھ لوگ ایسے ہوئے کہ وہ سیر سپاٹے میں لگ گئے اور جزیرے کے پتھر جمع کرنے میں لگ گئے اور ڈھیر سر پر لاد لیا اور کشتی میں آئے تو دیکھا کشتی بھری ہوئی ہے اور بیٹھنے کی بھی جگہ نہیں ہے، سر پر بوجھ ہے وہ بہر حال پہنچ گئے، تیسری قسم کے لوگ کچھ ایسے مگن ہوئے کہ کشتی چھوٹ گئی۔ وہ پہنچے تو کشتی جا چکی تھی، وہ درندوں کا لقمہ بن گئے۔ فرمایا کہ یہاں آنے والے لوگوں کی بھی یہی مثال ہے۔

کچھ تو اللہ کے بندے وہ ہیں جن کو اپنی آخرت یاد رہی، اللہ کے سامنے جانا یاد رہا اور بعض وہ ہیں جنہوں نے بھلا دیا مگر ان کو جلدی عقل آگئی، بہر حال کشتی میں سوار ہوگئے لیکن: قرآن مجید میں ہے: "وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ." (الانعام:۳۱)

ترجمہ:...... "اور وہ لوگ اٹھائے ہوئے ہوں گے اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر۔"

اور تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جن کو یاد ہی نہیں رہا کہ واپس بھی جانا ہے، عام طور پر آج کل لوگوں کی حالت وہی ہوگئی جو یہاں کے لوگوں کی ہے، (برطانیہ میں) یہاں کے تو انگریزوں کو دیکھتے ہو اور دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہو، جو بالکل بھولے ہوئے ہیں، اور کچھ ان کی دیکھا دیکھی ہم بھی بھول گئے، آئے تو تھے یہاں کچھ کمانے کے لئے، مگر ان کو دیکھ کر ہم بھی بھول گئے۔ بالکل تھوڑا سا تعلق رہ گیا مسجدوں کے ساتھ، ورنہ ہماری بھی حالت وہی ہوگئی ہے۔

غفلت نہیں بیداری چاہئے:

بہر حال! مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمیں غفلت سے نہیں کام لینا چاہئے، جو فرصت ہمیں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اس فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور جتنی تلافی ہوسکتی ہے، اتنی تلافی کرنی چاہئے، جب آدمی یہاں دنیا سے جائے گا تو خالی ہاتھ جائے گا، کوئی روپیہ، پیسہ ساتھ نہیں ہوگا، اور کوئی آدمی ساتھ نہیں ہوگا، قبر کا اکیلا گڑھا ڈھائی فٹ چوڑا اور چھ فٹ لمبا ہوگا، چادر اس پر لپٹی ہوئی ہوگی اور اس میں ڈال کر بند کرکے آجائیں گے، قبر میں کیا کیا ہوتا ہے؟ اس کو کیا عرض کریں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ." (ترمذی ج:۲ ص:۷۳) ترجمہ: قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (نعوذ باللہ)

قبر کا مراقبہ:

وہاں کتنے سانپ ہوں گے؟ اور کتنے بچھو ہوں گے؟ وہاں کتنی ایذا دینے والی چیزیں ہیں؟ میں کبھی سوچنے لگتا ہوں، مکان میں لیٹا ہوا ہوں، کمرہ بند ہے مکان اچھا خاصا ہے، لیکن فرض کرو باہر سے کوئی کنڈا لگا دے اور میرے نکلنے کی کوئی صورت نہ رہے تو میں کیا کروں گا؟ اتنی طبیعت پریشان ہوتی ہے اس بات کو سوچ کر، اور قبر کا معاملہ تو اور بھی زیادہ گھبرا ہے، یہاں تو بتی جل رہی ہے، روشنی ہے، لیکن قبر میں تو کوئی سوراخ بھی نہیں چھوڑا ہوا ہوگا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے، آپ حضرات کو بھی توفیق عطا فرمائے، اپنی آخرت کو یاد رکھنے کی۔ رمضان المبارک آرہے ہیں اس کی تیاری کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے معافی مانگیں، اور میرے بھائیو! میں ہمیشہ کہتا ہوں "اپنی شکلیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ" تم نے یہ جو شکلیں بگاڑی ہوئی ہیں، یہ تمہیں کام نہیں دیں گی، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اب اپنی شکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بناؤ، اور اپنے اعمال درست کرو، اور کسی اللہ والے کے پاس بیٹھو اور اس سے کچھ بات سمجھو، پوچھو، کچھ تعلیم لو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے بھی ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جانوروں کے ساتھ

نبی کریم ﷺ کا کریمانہ برتاؤ!

مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحیمی و کریمی نہ صرف یہ کہ انسانوں کے ساتھ مخصوص تھی بلکہ آپ کی شانِ رحمت کی وسعت نے جانوروں کے حقوق کے لئے بھی جدوجہد کی اوران کو اپنے رحم وکرم کے سایہ سے حصہ وافر عطا کیا، جانوروں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برتاؤ اوران کے حقوق کے ادائیگی کی تاکید، ان کے ساتھ بہترین سلوک کی دعوت کی روشنی میں اپنے جانوروں کے ساتھ برتاؤ کا بھی جائزہ لیں کہ کیا ہمارا جانوروں کے ساتھ وہی برتاؤ ہے جس کی تاکید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے، یا ہم جانوروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لے کر عذاب اور وعیدوں کے مستحق بن رہے ہیں؟ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اللہ عزوجل نے چھوٹے سے لے کر بڑے جانور تک کو ہمارے تابع اور زیردست کردیا ہے، ایک چھوٹا سا بچہ ایک بڑے اونٹ کی مہار تھامے لئے جاتا ہے، یہ بس اللہ عزوجل کی کرم فرمائی اور انسانیت کے ساتھ اس کا فضل ہے کہ ایک بڑے جانور کو ایک چھوٹا بچہ بھی اپنے تابع کئے دیتا ہے، ورنہ یہ ضعیف اور ناتواں انسان کی کیا حیثیت کہ وہ اس قدر بڑے اور قوی ہیکل، تندومند اس سے کئی کئی گنا بھاری بھرکم جسم وجثہ کے مالک جانوروں کو رام کرسکے؟

جانوروں میں خیروخوبی:

جانوروں کی اہمیت اور ان خوبیوں اور خصوصیات کو بتلانے کے لئے یہ بتادینا کافی ہے کہ قرآن کریم نے متعدد جانوروں اور حیوانات کا تذکرہ کیا ہے، اتنا ہی نہیں بلکہ کئی ایک سورتیں جانوروں کے نام سے موسوم ہیں جیسے سورۃ البقر (گائے)، الانعام (چوپائے)، النحل (شہد کی مکھی)، النمل (چیونٹی)، العنکبوت (مکڑی)، الفیل (ہاتھی) اور ایک جگہ اللہ عزوجل نے جانوروں کے فوائد وخصائص اور ان کے منافع کو یوں بیان کیا:

''اور اس نے چوپائے پیدا کئے، جن میں تمہارے لئے گرم لباس ہیں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور بعض تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں، ان میں تمہاری رونق بھی ہے، جب چرا کر لاؤ تب بھی اور جب چرانے لے جاؤ تب بھی اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھائے جاتے ہیں جہاں تم آدھی جان کئے نہیں پہنچ سکتے تھے، یقیناً تمہارا رب بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے۔''

(النحل:۵،۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض جانوروں کے صفات حمیدہ اوران کے معنوی اور اخلاقی خوبیوں کے حامل ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ احسان اور سلوک کا حکم کیا ہے، گھوڑے کے تعلق سے فرمایا:

''گھوڑے کے ساتھ روز قیامت تک خیر وابستہ ہے۔''

(مسلم: باب الخیل فی نوصیہا حدیث:۴۹۵۵)

اور ایک روایت میں فرمایا:

''اونٹ اپنے مالک کے لئے عزت کا باعث ہوتا ہے اور بکری میں خیروبرکت ہے۔''

(ابن ماجہ: باب اتخاذ الماشیہ حدیث:۲۳۰۵)

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرغ کو گالی نہ دو، چونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔'' (ابوداؤد: باب ماجاء فی الدیک حدیث:۵۱۹۱)

جانوروں کے ساتھ احسان وسلوک اجروثواب کا باعث:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے ساتھ احسان کا حکم دیا اور اس کو اجر وثواب کا باعث بتایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدکار عورت کی بخشش صرف اس وجہ سے کی گئی کہ ایک مرتبہ اس کا گزر ایک ایسے کنویں پر ہوا جس کے قریب ایک کتا کھڑا پیاس کی شدت سے ہانپ رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ہلاک ہوجائے، کنویں سے پانی نکالنے کو کچھ تھا نہیں، اس عورت نے اپنا چرمی موزہ نکال کر اپنی اوڑھنی سے باندھا اور پانی نکال کر اس کتے کو پلایا، اس عورت کا یہ فعل بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوا اور اس کی بخشش کردی گئی۔

(مسلم باب فضل ساقی البہائم، حدیث:۵۹۹۷)

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں اپنے حوض میں پانی بھرتا ہوں اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے، کسی دوسرے کا اونٹ آکر اس میں سے پانی پیتا ہے تو کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: "ہر تر جگر رکھنے والے میں اجر و ثواب ہے۔" (مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمرو، حدیث: ۷۰۷۵)

جانوروں کے ساتھ بدسلوکی پر آنحضرت ﷺ کی ذکر کردہ وعیدیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید اور بدسلوکی کو عذاب وعتاب اور سزا کی وجہ گردانا اور انتہائی درجہ کی معصیت اور گناہ قرار دیا اور انسانی ضمیر جھنجھوڑنے والے سخت الفاظ استعمال فرمائے، چنانچہ حضرت امام بخاریؒ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک عورت کو اس لئے عذاب دیا گیا کہ وہ بلی کو باندھ کر رکھتی تھی، نہ کھلاتی نہ پلاتی اور نہ اس کو چھوڑ دیتی کہ چگ کر کھائے۔" (مسلم، باب تحریم قتل الہرۃ، حدیث: ۵۹۸۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک گدھا گزرا، جس کے منہ پر داغا گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ کر فرمایا: اس شخص پر لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔

(مسلم، باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ، حدیث: ۵۶۷۴)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا ہے۔

(مسلم، باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ، حدیث: ۵۶۷۳)

ایک روایت میں ہے کہ غیلان بن جنادہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ پر آیا جس کی ناک کو میں نے داغ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جنادہ! کیا تمہیں داغنے کے لئے صرف چہرے کا عضو ہی ملا تھا؟ تم سے تو قصاص ہی لیا جائے۔"

(مجمع الزوائد، باب ما جاء فی وسم الدواب، حدیث: ۱۳۲۴۳)

جانوروں کو لڑانے، چھیڑ خوانی کرنے پر آنحضرت ﷺ کی ممانعت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ گھریلو جانوروں کے ساتھ بدسلوکی اور بے جا مار پیٹ کی ممانعت کی بلکہ غیر پالتو جانوروں کو بھی بے جا پریشان کرنے، چھیڑ خوانی کو منع فرمایا:

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔"

(ترمذی، باب کراہیۃ التحریش بین البہائم، حدیث: ۱۷۰۹)

"حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے، جب ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا کو دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے، ہم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا، اس کے بعد چڑیا آئی اور اپنے بچوں کی گرفتاری پر احتجاج کرنے لگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حمرہ کو اس طرح بیتاب دیکھا تو فرمایا کہ کس نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اس کو مضطرب کر رکھا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔" (ابوداؤد، باب فی کراہیۃ قتل الذر، حدیث: ۵۲۶۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گزر قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو کسی پرندہ یا مرغی کو نشانہ بنا رہے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو وہ وہاں سے منتشر ہوگئے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جاندار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔

(مسلم، باب النہی عن صبر البہائم، حدیث: ۱۹۵۷)

"حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپایوں کے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔"

(مجمع الزوائد، باب النہی عن الضرب علی الوجہ والنہی عن سبہ)

مذبوح جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کئے جانے والے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید فرمائی: "جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، اپنی چھری کو تیز کر لو اور جانور کو آرام دو۔"

(ترمذی، باب النہی عن المثلۃ، حدیث: ۱۴۰۹)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جانور کے ساتھ احسان اور بھلائی یہ ہے کہ اس کو مذبح تک کھینچ کر نہ لے جایا جائے۔

(مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ حقوق الحیوان: ۳۶۱/۱۱)

فقہا نے ذابح کو ذبیحہ کے سامنے چھری تیز کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس کو بری طرح سے لٹانے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بکری کو لٹایا اور اپنی چھری کو تیز کرنے لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کو دو موت مارنا چاہتے ہو؟ کیوں تم نے اپنی چھری کو اس کے لٹانے سے پہلے تیز نہیں کر لیا۔ (مستدرک حاکم، کتاب الذبائح، حدیث: ۷۵۷۰)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو خدا تم پر رحم کرے گا۔" (مجمع الزوائد، باب النہی عن صبر الدواب والتمثیل بہا، حدیث: ۶۰۲۹)

حضرت حبیب بن عطا سے مروی ہے، فرمایا کہ ایک قصاب نے بکری کو ذبح کرنے کے لئے اس کے کوٹھے کا دروازہ کھولا تو وہ بھاگ پڑی، اس نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو اس کے پیر سے کھینچ کر لانے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے قصاب! اس کو نرمی سے کھینچ لاؤ۔"

(مصنف عبدالرزاق، باب سنۃ الذبح، حدیث: ۸۶۰۹)

موذی جانوروں کو مارنے میں آنحضرت ﷺ نے احسان کا حکم کیا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موذی اور تکلیف دہ جانوروں کو مارنے کا حکم ضرور دیا ہے، مثلاً: سانپ، بچھو وغیرہ لیکن ان کے مارنے میں بھی احسان اور بھلائی کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان کرنا فرض کیا ہے، اس لئے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔

(مسلم: باب الامر باحسان الذبح، حدیث: ۱۹۵۵)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کس نے جلایا؟ ہم نے کہا: ہم نے جلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ آگ سے تکلیف پہنچائے سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے۔"

(ابوداؤد، باب فی کراہیۃ حرق العدو بالنار)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو مارنے کا حکم فرمایا ہے، لیکن اس کے مارنے میں بھی نرمی اور احسان کا حکم ہے، اس کو ایک ہی وار میں مارے، اس کو متعدد مار میں مارنے پر کم اجر حاصل ہونے کی بات ارشاد فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار ڈالا تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔ (مسلم: باب استحباب قتل الوزغ، حدیث: ۲۲۳۹۰)

اور جس نے اسے دوسری ضرب سے مارا اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں، مگر پہلی دفعہ مارنے والے سے کم اور اگر اس نے تیسری ضرب سے مارا تو اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں، لیکن دوسری ضرب سے مارنے والے سے کم۔

مسلم کی روایت میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گرگٹ کو ایک ہی وار میں مار ڈالے، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گے، دوسرے وار میں اس سے کم اور تیسرے وار میں اس سے بھی کم نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(مسلم: باب استحباب قتل الوزغ، حدیث: ۲۲۴۰)

جانوروں کی سواری کرنے میں بھی حسن سلوک کا خیال رہے:

جانور سواری کے لئے ضروری ہیں، یہ حمل ونقل کا ذریعہ بھی ہیں، اسی کو اللہ عزوجل نے فرمایا: "لتركبوها وزينة۔"

طویل سفر میں اس کے لئے آرام لینے اور چرنے چگنے کا موقع فراہم کرنے کو کہا ہے:

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تم سبزہ والی زمین میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حصہ دو۔"

(مسلم: باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب، حدیث: ۱۹۲۶)

یعنی اثنائے راہ اگر ہریالی نظر آئے تو ان کو کچھ چرنے اور آرام لینے کا موقع دو، بھوکا، پیاسا مسلسل چلا کر ان کو نہ تھکاؤ۔

"ایک جانور پر تین آدمیوں کو سوار ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔"

(مسلم: باب فضائل عبداللہ بن جعفر، حدیث: ۴۴۲۸)

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تین لوگوں کو خچر پر سوار دیکھا تو فرمایا: تم میں سے ایک شخص اتر جائے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: من کرہ رکوب ثلاثۃ رجل الدابۃ، حدیث: ۲۹۳۸۰)

یہ اس صورت میں ہے: جب کہ وہ جانور تین آدمیوں کے بوجھ کو اٹھانے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، اگر استطاعت رکھتا ہو تو جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۵۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور پر اس طرح کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے کہ جس سے اس کو تکلیف ہو۔ سنن داؤد میں ہے: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جانوروں کی پشت کو منبر نہ بناؤ۔"

(ابوداؤد، باب فی الوقوف علی الدابۃ، حدیث: ۲۵۶۷)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو محض اس لئے تمہارے تابع کیا ہے کہ وہ تمہیں ان شہروں اور علاقوں

طالبات کے لئے دو روزہ ختم نبوت کورس

قصور ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۲،۲۳ اپریل بروز بدھ، جمعرات کو دو روزہ ختم نبوت کورس جامعہ رحیمیہ قصور کے زیر اہتمام مستورات اور طالبات میں منعقد ہوا۔ قصور کی مستورات میں ان کا شوق قابل دید تھا، یہ کورس استاد القراء امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کی صدارت میں ہوا اور مولانا پروفیسر غلام سرور قاسمی اور الحاج محمد معصوم انصاری نے خوب سرپرستی فرمائی۔ بیانات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرحیم لاہور خطیب خوش الحان مولانا تاج محمود ریحان اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد قصور کے ہوئے۔ عنوانات: عقیدہ ختم نبوت، مسئلہ رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان کی شخصیت اور ان کے فضائل ومناقب، اہمیت اور لعین کذاب کی کذب بیانیاں اور مرزا قادیانی کے مکروہ چہرے سے پردہ اٹھایا گیا اور اسی تقریب میں حافظ محمد طاہر کا قرآن پاک مکمل ہونے پر اساتذہ اور علماء حاضرین کو اپنا آخری سبق سنایا تقریباً ۴۵۰ خواتین نے کورس میں حصہ لیا اور کورس کے اختتام پر طالبات کو اسناد بھی پیش کی گئیں اور طالبات نے عزم کیا کہ ہم ختم نبوت کا پیغام گلی گلی، کوچہ کوچہ محلہ محلہ، گاؤں گاؤں پہنچائیں گی۔ ان شاء اللہ!

میں پہنچادیں، جہاں تم (پیدل چلنے کے ذریعہ) جانی مشقت و محنت کے ساتھ ہی پہنچ سکتے تھے، یعنی جانوروں سے مقصود ان پر سواری کرنا اور ان کے ذریعہ اپنے مقصد کو حاصل کرنا ہے، لہٰذا ان کو ایذا پہنچانا روا نہیں ہے۔ جس جانور کی خلقت سواری کے لئے نہیں ہوئی جیسے گائے وغیرہ تو ان کی سواری کرنا جائز نہیں۔

جانوروں پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادیں:

جانور پر اس کی طاقت اور قوت سے زیادہ بوجھ لادنا جائز نہیں، اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو اس بات کا علم تھا کہ جو شخص جانور پر اس کی طاقت اور قوت سے زیادہ بوجھ لادے گا تو اس کو روز قیامت حساب کتاب دینا ہوگا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا: اے اونٹ تم اپنے رب کے یہاں میرے سلسلہ میں مخاصمہ نہ کرنا، میں نے تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں لادا۔ (احیاء علوم الدین الباب الثالث فی الآداب: ۲۶۳/۱)

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے باغ میں داخل ہوئے، اچانک ایک اونٹ آیا اور آپؐ کے قدموں میں لوٹنے لگا، اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کمر پر اور سر کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ پرسکون ہوگیا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ تو وہ دوڑتا ہوا آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملکیت میں کردیا ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں؟ یہ مجھ سے شکایت کررہا ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے محنت و مشقت کا کام زیادہ لیتے ہو۔'' (ابوداؤد: باب مایومر بہ من القیام، حدیث: ۲۵۴۹)

حضرت سہل ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ بھوک و پیاس کی شدت اور سواری و بار برداری کی زیادتی سے اس کی پیٹھ پیٹ سے لگ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان بےزبان چوپائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان پر ایسی حالت میں سواری کرو جب کہ وہ قوی اور سواری کے قابل ہوں اور ان کو اس اچھی حالت میں چھوڑ دو کہ وہ تھکے نہ ہوں۔'' (ابوداؤد: باب مایومر بہ من القیام، حدیث: ۲۵۴۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی بیل پر بوجھ ڈالے ہوئے اسے ہانک رہا تھا کہ اس بیل نے اس آدمی کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہوں، بلکہ مجھے تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے حیرانگی اور گھبراہٹ میں سبحان اللہ کہا اور کہا کیا بیل بھی بولتا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو اس بات پر یقین کرتا ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یقین کرتے ہیں۔ (مسلم: باب فضائل ابی بکر، حدیث: ۲۳۸۸)

اس حدیث سے بھی پتہ چلا کہ جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ اور مقصد خلقت کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے اس کا استعمال نہ کیا جائے۔

خلاصۂ کلام:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان آیات واحادیث کی روشنی میں جانوروں کی اہمیت وخصوصیت اور ان کے منافع کا پتہ چلتا ہے اور جانوروں کے تعلق سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ اور نمونہ کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم بقدم جانوروں کے ساتھ رحم وکرم کا حکم دیا ہے، نہ صرف گھریلو اور پالتو جانوروں بلکہ غیر پالتو جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کی ہے، نقصان دہ ضرر رساں جانوروں کو بھی کم مار میں مارنے کا حکم دیا ہے اور مذبوحہ جانوروں کے ساتھ بھی بے رحمانہ سلوک سے منع کیا ہے اور جانوروں پر بوجھ کے لادنے اور سواری میں بھی ان کے چارہ، پانی کی تاکید کی ہے اور زیادہ بوجھ لادنے اور زیادہ افراد کے سوار ہونے سے منع کیا ہے۔

☆☆.............☆☆

امت مسلمہ نے سب سے زیادہ قربانیاں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے دی ہیں

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عمر حیات مولانا عبدالنعیم نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے کہا ہے کہ امت مسلمہ نے سب سے زیادہ قربانیاں عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے دی ہیں۔ شہداء ختم نبوت کی قربانیوں کی بدولت ملک عزیز میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دیا جاچکا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ہزاروں کی تعداد میں قادیانی مسلمان ہوچکے ہیں۔ قادیانیت دم توڑ رہی ہے آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ فلاں علاقے میں اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بدنصیبوں کو دیکھئے کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر مرزا لعین کی غلامی میں چلے گئے۔ محبت واطاعت رسول ہی مسلمانوں کا قیمتی اثاثہ ہے اور ناموس رسالت کی حفاظت وصیانت مسلمانوں کا خاصہ ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریروں میں اہانت انبیاء اور شیطانی الہامات میں تضادات کسی صاحب علم پر مخفی نہیں۔ قادیانی ان گستاخانہ عبارات کی وکالت کرکے اپنا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ علماء کرام نے مزید کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے مقدس مشن کو فروغ دے کر معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں کا قلع قمع کیا جاسکتا ہے اور ناموس رسالت کے قوانین کی بقاہی معاشرہ میں امن کی ضمانت ہیں۔ مجلس کے مبلغین پوری ذمہ داری کے ساتھ عدم تشدد کی پالیسی پر عمل پیرا ہو کر منکرین ختم نبوت کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا رہے ہیں۔

میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات

بیان..... حضرت مولانا طارق جمیل صاحب

اللہ تعالیٰ نے ایک آیت اتنے خوبصورت انداز میں پیش کی ہے مثال خاوند اور بیوی کے رشتے کی "ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ" (البقرۃ) "تمہاری بیویاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کے لئے لباس ہو۔" ایک دوسرے کا لباس ہونے کا کیا مقصد ہے کہ زندگی خوبصورت بنتی ہے لباس کے ساتھ، تو کسی بھی مرد کی خوبصورتی ہے بیوی کے ساتھ اور کسی بھی بیوی کی خوبصورتی ہے خاوند کے ساتھ۔ سارے رشتے موجود ہوں، بیوی نہ ہو تو مرد/خاوند اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہے، سارے رشتے موجود ہوں، خاوند نہ ہو تو بیوی اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتی ہے۔ تو مرد کی زینت اس کی بیوی ہے، اور بیوی کے لیے زینت اس کا خاوند ہے۔ لباس سے خوبصورتی اور زینت ملتی ہے ایسے ہی یہ دونوں اپنی زندگی کو خوبصورت بناتے ہیں۔

میں آج ملا ڈاکٹر دلدار صاحب سے، وہ حجامہ کرتے ہیں۔ وہ ایک مہینے علاج کرتے ہیں سوئٹزرلینڈ میں اور ایک مہینہ علاج کرتے ہیں پاکستان میں، میں آج گیا Cupping کرانے، مجھ سے کہنے لگے کہ خودکشی کا سب سے زیادہ ریشو ہے جاپان میں اور اس کے بعد سوئٹزرلینڈ میں۔ تو مجھ کو سن کر بہت حیرانی ہوئی، میں نے اُن سے کہا کہ: میں تو خود دو مرتبہ وہاں گیا ہوں، وہ تو جنت کا ٹکڑا ہے، بہت خوبصورت، بہت خوشحال ملک، ہر شخص خوشحال ہے، فقیر تو کوئی ہے ہی نہیں وہاں پر۔ وہاں پر لوگ کیوں خودکشی کرتے ہیں؟ تو وہ مجھ سے فرمانے لگے: وہاں تنہائی ہے تنہائی! لڑکی کو شوہر نہیں ملتا، لڑکے کو بیوی نہیں ملتی، بچے کو ماں باپ نہیں ملتے، ماں باپ کو بچے نہیں ملتے، تنہا زندگی ہے وہاں پر، تو تنہا تو انسان رہ ہی نہیں سکتا۔ تنہا تو جانور نہیں رہ سکتے تو انسان کیسے؟ تنہائی انہیں کھاتی ہے، اس لیے وہ خودکشی کرتے ہیں۔

انسانی زندگی میں سب سے حسین رشتہ، سب سے حسین تعلق وہ خاوند اور بیوی کا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے مثال دے کر آیت میں سمجھایا: "ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ" وہ تمہارا لباس، تم ان کا لباس۔ ایک آدمی لباس کے بغیر کتنا ہی خوبصورت ہو، وہ بدصورت محسوس ہوگا، اور ایک آدمی کتنا ہی بدصورت ہو، اگر اچھا لباس پہنا ہو تو وہ خوبصورت نظر آتا ہے۔

ہم یہ سمجھیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی زیب و زینت ہیں، میاں، بیوی کی زینت، بیوی میاں کی زینت، تو ایک مطلب تو یہ ہوا ہم ان کا لباس ہیں وہ ہمارا لباس ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ کوئی اپنا ہی گریبان چاک کر رہا ہو؟ اپنے ہی کپڑوں پر چائے گرا رہا ہو؟ یا قینچی سے کاٹ رہا ہو؟ پاگل ہی یہ کام کرسکتا ہے! دانا، سمجھ دار آدمی کبھی اپنا لباس ایسے خراب کرتا ہے؟ وہ تو بڑے ادب سے کپڑوں پر نیپکن وغیرہ بچھا کر اہتمام کرتا ہے کہ کوئی سالن کا قطرہ، کوئی روٹی کا ٹکڑا، کوئی ہڈی وغیرہ گر کر میرے کپڑوں کو داغ دار نہ کردے، کوئی داغ وغیرہ لگ بھی جائے تو فوراً اسے دھونے کی کوشش کرتے ہیں، پھر ہم اپنے کپڑوں کے لیے الماریاں بنواتے ہیں، پھر ہینگر بنواتے ہیں، پھر پریس کراتے ہیں، بڑی ڈیزائننگ کراتے ہیں کیا کیا، لاکھوں روپے میں جوڑا تیار ہو رہا ہے۔ اتنا اشارہ یہ ہے کہ مرد جیسے اپنے لباس کی حفاظت کرتا ہے تو بیوی تیرا لباس ہے، اس کی بھی ایسے ہی حفاظت کر۔ جیسے عورت اپنے لباس کا خیال کرتی ہے، تو خاوند تیرا لباس ہے، اس کی حفاظت کر، اس کو داغ دار ہونے سے بچا، اس کو کٹنے سے بچا، اس کو پھٹنے سے بچا۔ تو کرتے کے داغ تو یہ سالن ہیں، چائے ہے، کاٹنے کے لیے قینچی ہے، یہ تو دُنیا کی چیزیں ہیں، میاں بیوی کے رشتے لباس کو کاٹنے کے لیے زبان ہے، زبان کا تند اور تیز بول ہے، رویے کی سختی، یہ دھبے ہیں، یہ داغ ہیں، اور جیسا میں قربان جاؤں اپنے اللہ پر یہ اللہ کو پتا تھا کہ یہ لگیں گے اور جیسے ہم جسم اور کپڑے کے داغ دھبے صابن پانی سے دھو لیتے ہیں، تو ایسی ہی کبھی کھٹ پٹ ہو جائے تو معافی اللہ نے صابن رکھا ہے۔

معاف کر دینا، یہ پانی ہے، ہدیہ، تحائف دینا، یہ پانی سے دھونا ہے، یہ اس کا صابن ہے، کبھی اونچ نیچ ہو جائے تو معاف کر دو، منتیں کبھی نہ کرائیں کسی سے۔ بعض مرد اپنی بیویوں سے اتنی منتیں کراتے ہیں کہ وہ بے چاری زمین پر گڑھ جاتی ہے، اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے، کہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے، زمین اُس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ ایک جگہ تین سال پہلے میں نے رمضان گزارا مری میں، امامِ مسجد کی بیگم آگئی میری بیگم کے پاس کہ یہ پہلا ہفتہ ہے کہ میرے خاوند نے مجھ کو مارا نہیں، ورنہ ہفتے میں تین دن یا ہر دوسرے تیسرے دن میری پٹائی ہوتی تھی۔ پھر اس کے میاں نے بھی جو امامِ مسجد تھا اُس علاقے کا، میں نام نہیں بتاتا، کہنے لگا کہ یہ باتیں کبھی میں نے نہیں سنی تھیں، ہمارے تو دیس کا رواج ہے کہ پہلی رات ہی بیوی کو دو تھپڑ مارتے ہیں تاکہ ساری عمر ہم سے ڈر کر

گزارے۔ اور کہنے لگے میری بہنوئی نے ایک مرتبہ میری بہن کا ایک بازو توڑ دیا، ایک مرتبہ پاؤں توڑ دیا۔ تو یہ سارا ہمارا ماحول ہے۔

تو "هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" آپ خوبصورتی دیکھئے اس آیت کی، میں تو جب بھی غور کرتا ہوں اس آیت پر، میں ایک عجیب سی حلاوت محسوس کرتا ہوں۔

لباس، زینت کی چیز ہے، میں بیوی کے لیے، بیوی میرے لیے، زینت کی چیز ہے، میں لباس کو بچا بچا کر رکھوں ایسے ہی، میں اپنی بیوی کو اپنے غلط رویے سے بچاؤں، اس کو کاٹنے سے بچاؤں، اس کو داغ دار کرنے سے بچاؤں ایسے ہی بیوی مجھے کاٹنے سے اور داغ دار کرنے سے بچائے، اور کبھی ایسا ہو جائے تو سوئی دھاگہ موجود ہے، رفو کا سامان موجود ہے تو فوراً معاف کرکے اس کو سی دیں، فوراً معاف کیا جائے فوراً معافی مانگی جائے اور میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں جب بھی کوئی معافی مانگنے آئے تو فوراً معاف کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کہہ رہا ہے آیت: "اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ" (کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں تمہیں معاف کروں) کہ جب تمہیں یہ پسند ہے کہ میں تمہیں معاف کروں تو مجھے یہ پسند ہے کہ تم میرے بندوں کو معاف کرو۔ بہت سی مائیں ایسی ہوتی ہیں جو بچوں سے ایسا ناراض ہوتی ہیں کہ بات چیت بند کردیتی ہیں، بچے معافی مانگ رہے ہوتے ہیں، مائیں معاف نہیں کرتیں، میں منت کرتا ہوں ایسی ماؤں سے، ایسے والدین سے کہ کبھی آپ کے بچوں سے کوئی غلطی ہوجائے، سختی ضرور کریں، ناراض ہوں، لیکن بات چیت بند نہ کریں، بہت بڑا نقصان دیکھا ہے اس کا میں نے، بہت بڑا نقصان دیکھا ہے، غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں، ڈانٹ ڈپٹ کرلیں مگر بات چیت بند نہ کریں۔

لیکن ڈانٹ ڈپٹ ایسی نہ ہو کہ بچہ اپنی بے عزتی محسوس کرے، اگر ڈانٹ ڈپٹ ایسی ہو کہ بچے کو اپنی غلطی سمجھ میں آجائے تو یہ تو مطلوب ہے، مقصود ہے، اگر ایسی نہ ہو تو فائدہ نہیں، کیونکہ بچہ تو معصوم ہوتا ہے اس کو تو پتا ہی نہیں، اس کو کرنا کیا ہے، مگر بعض مرتبہ والدین اتنی شدید ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں کہ بچہ اپنی بے عزتی محسوس کرتا ہے رد عمل پر اتر آتا ہے۔ تو بات یہ چل رہی تھی، لباس یہ کرتا ہے کہ میرے جسم کے عیب چھپاتا ہے اور مجھے خوبصورت کرکے پیش کرتا ہے تو ایک اور کیا فریضہ بتایا جا رہا ہے لباس کا کہ میں اپنی بیوی کی کمیاں چھپاؤں اور اس کو خوبصورت بنا کر پیش کروں۔ اور بیوی کیا کرے؟ وہ میری کمیاں چھپائے، اور مجھے بے عیب کرکے پیش کرے، میری غلطیوں پر پردے ڈالے اور میری خوبیاں بیان کرے اور میں اپنی بیوی کے لئے کیا کروں کہ اس کی خامیوں کو چھپاؤں، اس کی خوبیوں کو واضح کروں، یہ لباس کے اندر چھپے ہوئے سارے کام ہیں۔ جیسے لباس کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے ہی اس رشتے کی حفاظت کریں کہ یہ رشتہ پھٹنے، کٹنے، ٹوٹنے نہ پائے، یہ رشتہ بڑا قیمتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ عورت کے کئی نکاح ہوتے ہیں، وہ جنت میں اپنے کون سے شوہر کے ساتھ رہنا پسند کرے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمّ سلمہ! اس کو اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ وہ جس کے ساتھ چاہے جنت میں رہے، اُمّ سلمہ! وہ عورت جنت میں اچھے اخلاق والے شوہر کے ساتھ رہنا پسند کرے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمّ سلمہ! اچھے اخلاق دُنیا اور آخرت کی ہر بھلائی لوٹ کر لے گئے۔ تو میں یہ چند ایک باتیں ذہن میں آئیں جو آپ سے شیئر کر رہا ہوں کہ اپنی زندگی کے اس خوبصورت رشتے کو محفوظ بنائیں اچھے اخلاق سے، آپس میں کھٹ پٹ تو ہوتی رہے گی، اس کو آپس کی کھٹ پٹ سے خراب نہ کریں، نہ اپنے والدین کی دخل اندازی سے اس کو خراب کریں۔ آپ کے والدین کا آپ پر حق ہے، پر اتنا نہیں کہ وہ آپ کے اس رشتے کو خراب کریں، بچی پر اس کے والدین کا حق ہے، پر اتنا نہیں کہ وہ اس کے اور اس کے خاوند کے رشتے کو خراب کریں۔

ہم ایک دوسرے کے معاون اور مددگار بنیں، نفرتوں کو مٹانے والے، محبتیں گھٹانا، نفرتیں بڑھانا یہ زوال شدہ قوموں کے کام ہیں۔ محبتیں بڑھانا، نفرتیں گھٹانا یہ عالی مقام قوموں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سفر سے لوٹے تو اپنی بیوی کے لئے کوئی تحفہ لے کر آئے، اور کچھ نہ ملے تو کوئی پتھر ہی لے آئے۔ اور کچھ نہیں تو جیب میں خوبصورت پتھر ہی نظر آئے گا کہ بیگم میں تیرے لئے یہ پتھر لایا ہوں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "تہادوا تحابوا" ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔

ایسے ہی ایک اور چیز کہ اپنے گھر سے طنز کو نکال دیں، نہ خاوند اپنی بیوی اور اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں پر طنز کریں، نہ بیوی اپنے خاوند کے ماں باپ اور بہن بھائیوں پر طنز کرے۔ اس زبان سے میں نے بڑے بڑے گھر اُجڑتے ہوئے دیکھے ہیں۔ اور آباد کرنے والی بھی یہی زبان ہے، اور اُجاڑنے والی بھی یہی زبان ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! اس زبان کو قابو میں رکھنا، سارا دین ہاتھ میں آجائے گا۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق دے، آمین!

☆☆☆

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

”کیا خوب آدمی تھا، خدا مغفرت کرے“

جناب محمد فاروق قریشی

مختار مسعود کی شہرۂ آفاق تصنیف ”آوازِ دوست“ دو مقالوں: ”مینارِ پاکستان“ اور ”قحط الرجال“ پر مشتمل ہے، ایسا لگتا ہے کہ عالم اسلام کے لئے دورِ حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ قحط الرجال ہے، کیسے کیسے گوہرِ نایاب دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہوگئے، ایک سے بڑھ کر ایک صاحبِ علم و کمال عالمِ جاودانی کی طرف رواں ہے۔ حال ہی میں سعودی عرب کے فرمانروا عبداللہ بن عبدالعزیزؒ اور پاکستان میں حضرت مولانا محمد نافعؒ ایسی بے مثال شخصیات کے سانحۂ رحلت سے سنبھل نہ پائے تھے کہ سال نو کے دوسرے ماہ کا پہلا دن وجلۂ علوم و جامعِ کمالات حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی خلد آشیاں ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز

پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

ملتان میں وفاق المدارس کے اجلاس کی ٹی وی فوٹیج دیکھی اور مولاناؒ کے سانحۂ ارتحال کی خبر سنی تو ذہن بجو درہ گیا، سبحان اللہ! کیا شان پائی کہ تمام عمر خدائے وحدہٗ لاشریک کے دین کا علم لہراتے رہے اور اسی تگ و تاز میں نقدِ جاں وار کر سرخ رُو ہوگئے۔ اچانک ذہن ماضی مرحوم کی طرف پلٹ گیا یادوں کے دریچے وا ہوئے، یک لخت ۱۴؍اکتوبر ۱۹۸۰ء کا دل گداز منظر آنکھوں کے سامنے جھلملانے لگا، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا مہمان خانہ سرکردہ علمائے کرام و مفتیانِ عظام سے مزین ہے، جبکہ مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود علیہ الرحمہ حکومت کی طرف سے حصولِ زکوٰۃ کے مسئلے پر اظہارِ خیال فرما رہے ہیں کہ اچانک بولتا ہوا چمن خاموش ہوجاتا ہے اور مفتی صاحب دائیں جانب ڈھلک جاتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ سر اور سینے کو ٹٹولتے اور حرکت دینے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ مفتی محمد جمیل خان شہید اور محمد بنوری مرحوم پاؤں کے تلووں کی مالش کرتے ہوئے عمرِ رفتہ کو آواز دینے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن طائرِ روح قفسِ عنصری سے اعلیٰ علّیین کی طرف پرواز کرچکی ہے۔

حج کے سفر پر روانہ ہونے والے راہِ خدا کے مسافر کا سفر تمام ہوچکا تھا، ۱۹۱۹ء سے ۱۹۸۰ء تک تمام عمر غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں شام و سحر ایک کرنے اور اکنافِ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجانے والا اپنے مالک و خالق کی بارگاہ میں اس حالت میں پیش ہوگیا کہ آخری کلمات بھی دینِ حنیف کی سربلندی و سرفرازی سے معمور تھے:

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر

عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

مفکرِ اسلام مولانا مفتی علیہ الرحمہ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے محبوب اُستاذ اور مثالی رہنما تھے، قدرت نے اُستاذ و شاگرد کی موت و حیات کے مراحل میں خاصی مماثلت رکھی ہے۔ یادوں کے چراغ روشن ہوئے تو ایک اور بھولی بسری تصویر نظر نواز ہونے لگتی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں جب کہ ملک میں سیاسی گہما گہمی کا دور دورہ تھا اور انتخابی فضا نے ہر پیر و جواں میں ہلچل پیدا کی ہوئی تھی۔ خانیوال کالج میں بی اے کے طالب علم کی حیثیت سے شہری سرگرمیوں میں حصہ لینے کا ذوق جواں تھا کہ دارالعلوم کبیر والا میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا خطاب سننے کے لیے جانا ہوا، جلسے کا انتظام قابلِ رشک تھا نوجوان طلبا، رضا کاروں کی حیثیت میں باوردی پریڈ کرتے نظر آئے، جب کہ ایک توانا جسم کے خوبصورت جوان، سیاہ و سفید دھاریوں والی کپڑے کی ٹوپی زیبِ سر اور اسی انداز کا ڈنڈا لیے انتہائی چوکس انداز میں نگرانی کر رہے تھے موصوف چلتا پھرتا جمعیت کا جھنڈا نظر آرہے تھے، یہ پُرعزم و من موہنی صورت کے حامل کمانڈر دارالعلوم کبیر والا کے استاذ مولانا عبدالمجید لدھیانوی تھے۔ ان کی صورت آشنائی کا پہلا موقع تھا جو یادگار کی حیثیت اختیار کرگیا۔

ایک سال بعد یہ طالب علم کراچی یونیورسٹی آگیا اور حضرت لدھیانویؒ ۱۹۷۲ء میں باب العلوم کہروڑپکا منتقل ہوگئے، مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ سے ملنے گاہے بگاہے جانا ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ملاقات کے بعد آنے لگا تو دروازہ پر خوش جمال و خوش رو شخصیت نظر آئی، دیکھا تو وہی مانوس چہرہ تھا ایک عرصہ بعد حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے ملاقات ہوئی، بڑی محبت سے ملے۔ دورانِ گفتگو ماضی کے احوال بیان کیے تو پُرمسرت لہجے میں گویا ہوئے کہ بھئی بڑی پرانی یادیں تازہ کردیں۔

مولاناؒ کشتۂ علم اور مجسمۂ اخلاص تھے، تواضع کا

پیکر اور خندہ روئی کا شاہکار تھے۔ اپنے اسلاف سے عقیدت اور ان کی خدمات کے تذکار میں رطب اللسان رہتے۔ حضرت شیخ الہندؒ، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ حضرت علامہ کشمیریؒ سے عقیدت و محبت کا یہ وصف حافظ بھی بلا کا پایا تھا۔ کتابوں کے نام، نفس مضمون کی نسبت سے صفحات کے نمبر نوک زبان رہتے۔ اساتذہ میں مولانا عبدالخالقؒ سے بہت متاثر اور مولانا مفتی محمودؒ کے گرویدہ تھے۔ دوران درس مفتی صاحب کے علمی نکات سے طلباء کو فیض یاب کرتے ہوئے اپنے استاذ و مربی کے تذکار جمیل سے فضا کو مشک بار کرتے رہتے۔

بھارت کا مردم خیز ضلع لدھیانہ ان کے اجداد کا مسکن تھا۔ ۵/ رجون ۱۹۳۴ء کو سلیم پور گاؤں میں آرائیں برادری کی دین دار فیملی کے معزز فرد حافظ محمد یوسف کے ہاں ان کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مقامی گورنمنٹ ہائی اسکول میں حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر کے نتیجے میں ان کے خاندان نے پاکستان ہجرت کی اور پنجاب کے شہر شورکوٹ میں قیام کیا۔ مڈل تک اسکول کی تعلیم کے بعد ابتدائی دینی تعلیم کے لیے ۱۹۴۹ء میں دارالعلوم ربانیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۶ء میں جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ حسن اتفاق کہ انہی دنوں ان کے محبوب استاذ مولانا مفتی محمودؒ نے ملک کے جید علمائے کرام کو وقت کا چیلنج قبول کر کے حضرت شیخ الہند کے طرز فکر پر اعلائے کلمۃ الحق اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لیے ملتان میں جمع کیا اور جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ کر کے اسے قومی سیاست میں فعال کیا تھا۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ بھی فکر شیخ الہند کے امین تھے۔ سند فراغ حاصل کرنے کے بعد ابتدائی طور پر جامعہ نعمانیہ کمالیہ، ازاں بعد اپنے مادر علمی جامعہ قاسم العلوم ملتان میں ایک ایک سال تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۵۹ء میں جامع کمالات حضرت مولانا عبدالخالقؒ دارالعلوم کبیروالا تشریف لائے تو اپنے چہیتے شاگرد مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔

کہروڑ پکا، ضلع ملتان کا ایک دور افتادہ قصبہ ہے، وہاں پر الحاج غلام محمد مرحوم نے تعلیمات دینی کے لیے باب العلوم کے نام سے مدرسہ قائم کیا ہوا تھا، لیکن طلبہ کا رجوع نہیں تھا۔ حاجی صاحب نے مولانا لدھیانویؒ سے باب العلوم کے لئے اصرار کیا، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے جامعہ باب العلوم کو حیات نو بخش دی، اور ملک کے اطراف و اکناف سے شائقین علوم کا ایسا رجوع ہوا کہ اہل شہر بھی حیران رہ گئے۔

تجھ سے پہلے تو بہاروں کا یہ انداز نہ تھا
پھول یوں کھلتے ہیں جلتا ہو گلستاں جیسے

ترجمہ و تفسیر اور درس حدیث میں ان کا انداز منفرد و یگانہ تھا۔ ان کی فیض رسانی سے ایک گم نام، دور افتادہ قصبہ معدن علم و مخزن معانی بن گیا۔ غرور زہد اور پندار آگہی وہ سرکش گھوڑے ہیں جو موقع ملتے ہی اپنے شاہسواروں کو پچھاڑ دیتے ہیں۔ بے شمار گم کردہ راہ، علمائے بے بصر اور حکمائے کم نظر تاریخ کے قبرستان میں مدفون، "فاعتبروا یا اولی الابصار" کا عنوان بن گئے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے تحصیل علم و حکمت پر اکتفاء نہ کیا، بلکہ تزکیہ نفس و طریقت و معرفت کی منازل طے کرنے کے لیے قطب دوراں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ راہ سلوک میں اصلاح و احسان کے مراحل طے کرتے ہوئے عارف باللہ سید نفیس شاہ الحسینیؒ سے خلافت فاخرہ سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت مولانا جمیل احمد میواتی اور مولانا سید املح الحسینیؒ جو حضرت مدنیؒ کے شاگرد اور خادم خاص تھے، کی اجازت بیعت کے ساتھ ان کے اعتماد کے مظہر قرار پائے۔

وہ اپنے اساتذہ کی طرح علم کے غنی اور تدریس کے دھنی کے علاوہ خدمت قومی اور دین کے تحفظ و نفاذ کے لیے بھی ہمہ وقت کمربستہ، اسلاف کی روایت کے مطابق چوکھی لڑتے رہے، لیکن زیر نہ ہو سکے۔ قومی دھارے سے علیحدہ انفرادی کوشش کی بجائے ہمیشہ اجتماعی جدوجہد کے داعی و ساعی رہے۔ سراج السالکین حضرت مولانا خان محمدؒ کے وصال کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے منصب امارت کے لئے قوم کی نگاہیں آپ کے علاوہ کسی پر نہ ٹھہر سکیں۔ گویا حق بہ حقدار رسید۔ آپ کے انتخاب کے بعد ہر دل کی صدا یہی تھی کہ:

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے!

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی حیثیت سے بے پناہ استقامت اور بہترین انتظامی مہارت کا مظاہرہ کیا، پاکستان اور بیرون ملک تحفظ ختم نبوت کی تبلیغ اور مفید لٹریچر کی اشاعت کا حیرت انگیز معرکہ انجام دیا۔ ان مقاصد عالیہ میں قلزم علوم مولانا اللہ وسایا اور مثالی منتظم مولانا عزیز الرحمن جالندھری ایسے مستعد و جاں نثار رفقاء کی مشاورت و رفاقت کی ہنرکاری بھی شامل رہی ہے۔ وفاق المدارس کے حسن انتظام و استحکام کو بہر طور پیش نظر رکھا اور ہر لحظہ اپنے وسائل اور تعاون کو ارزاں کیا۔ دینی مدارس کے تحفظ اور دینی تعلیم کا فروغ مقصد حیات تھا، اس لیے جب اور جہاں ضرورت ہوتی بلاحیل و حجت اور بسر و چشم چلے جاتے، یہاں تک کہ اس کار عظیم کی خاطر جاں سے بھی گزر گئے۔

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا، خدا مغفرت کرے!

(۲۸ر فروری ۲۰۱۵ء، روزنامہ "اسلام" کراچی)

سیرتِ خاتم الانبیاء کانفرنس، گوادر

رپورٹ: مولانا احمد شاہ بلوچ، تربت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی طرف سے بندہ کو سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس گوادر میں منعقد کرنے کی ذمہ داری دی گئی، تاہم الحمدللہ! یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں اپنا نام شامل کرنے کا سنہری موقع تھا، پروگرام کی تاریخ اور مقام ۲۴ رمئی بروز اتوار بعد نماز عصر جامع مسجد بلال گوادر طے کی گئی۔

۱۶ رمئی بروز اتوار کراچی سے تربت کا سفر کیا، صبح سویرے اپنے گاؤں ڈگاری میں فجر کی نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد گھر جاکر والدین کی خدمت میں حاضری دی۔ پروگرام سے متعلق اطلاع دی اور پروگرام کی کامیابی کی خوب دعائیں کرائیں، پھر تربت شہر کی طرف روانہ ہوا، وہاں پر مختلف علماء کرام سے پروگرام کے متعلق ملاقات کی اور کانفرنس کی دعوت اور مجلس کا پیغام پہنچایا۔

مدرسہ اصحاب صفہ کے مدیر حضرت مولانا مفتی مراد جان، مولانا عمران صاحب سے ملاقات کی۔ تربت شہر میں مولانا محمد فاروق، مولانا احمد مدنی پھر شیر مکران حضرت مولانا محمد الیاس، مولانا ادریس اور دیگر کو دعوت دی اور شفقت و سرپرستی کی درخواست کی تو شیر مکران نے خوشدلی سے قبول کیا، مولانا خالد ولید سیفی، مولانا عبدالحفیظ مینگل، مولانا عبدالباسط فیض اور مدرسہ عربیہ دارارقم تربت کے مدیر و بندہ کے برادر کبیر مولانا مفتی زاہد حسین، مولانا حافظ عبدالقیوم، مولانا زبیر عارف و دیگر اساتذہ کرام کے سامنے مجلس کا پیغام و دعوت پہنچائی، بعدازاں صبح سویرے تربت سے گوادر کے لئے روانہ ہوا، وہاں پہلے سے بندہ کو لینے کے لئے ہمارے دوست و مخلص ساتھی مولانا محمد مجاہد معاویہ موجود تھے۔

مدرسہ عربیہ مطلع العلوم نیا آباد گوادر میں نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مولانا مجاہد کے ہاں طعام و اکرام سے فراغت حاصل کی اس کے بعد کانفرنس کے پوسٹر لگانے کا کام شروع کیا، جس کے لئے تین ٹیمیں تشکیل دی گئیں، ایک ٹیم کی بندہ نے خود نگرانی کی، پوسٹر لگانے کے کام میں شریک عمل میرے ساتھ طالب علم محمد بلال، طالب علم محمد عمر و دیگر شریک تھے۔ مولانا مجاہد، مولانا ناصر دشتی بھی مصروف عمل ہوئے۔ مطلع العلوم کے طلبا کی ٹیم قاری محمد عالم کی نگرانی میں مختلف مساجد، مدارس، دفاتر اور عوامی مقامات پر اشتہار لگاتی رہی۔ رات گئے اس عمل سے فارغ ہوئے۔ الحمدللہ! رات کا قیام مدرسہ خلفاء راشدین فقیر کالونی میں تھا، وہاں پر علماء کرام اور عوام الناس سے خصوصی نشست ہوئی، صبح ناشتہ کے بعد مدرسہ مطلع العلوم کے علماء کرام سے خصوصی ملاقات کی۔

مدرسے کے مدیر اور جمعیت علماء اسلام گوادر کے امیر مولانا عبدالحمید انقلابی، مولانا یونس، مولانا عبدالحکیم، مولانا ندیم، مولانا عنایت، مولانا اسحاق، صوفی عبدالناصر، حافظ بلال، سیّد مفتی اختر علی، قاری محمد عالم، قاری رفیق احمد موجود تھے۔ باوجود اس کے کہ مدرسہ اور وفاق المدارس العربیہ کے امتحان چل رہے تھے، پھر بھی ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور اچھے انداز میں تعاون فرمایا۔ مولانا انقلابی اور مولانا محمد الیاس دشتی نے دو مرتبہ جمعیت کا اجلاس بلایا، بندہ بھی شریک رہا اور اجلاس کا ایجنڈا سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس تھا۔ گوادر میں تقریباً ۸۰ کے قریب مساجد ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد دعوت نامہ ائمہ مساجد، علماء کرام اور معززین شہر کو دیئے گئے۔ میری کوشش تھی کہ کوئی مسجد اور عالم دین رہ نہ جائے، اکثر علماء کرام سے ملاقات بندہ نے خود کی بعد نماز عصر راقم، بلال احمد مدرسہ علوم اسلامیہ کوہ بن گئے، وہاں پر مولانا محمد ایاض بلوچ مدیر مدرسہ، مولانا عبدالحلیم، مولانا سلمان، مولانا احمد دین، قاری عبدالقدوس، طلبا و دیگر رفقاء سے ملاقات کرکے کانفرنس سے متعلق دعوت دی پھر رات کو جامع مسجد نورانی میں قریب پون گھنٹہ سیرت کے عنوان پر گفتگو کی اور کانفرنس کی بھرپور دعوت دی۔ نورانی مسجد کے امام و خطیب مولانا عبدالکریم سے اچھی نشست ہوئی۔ اگلے روز قاسم العلوم گوادر میں علماء و طلبا سے ملاقات کی، وہاں پر مولانا قاضی ابراہیم اور مولانا محمد خیر فاروقی سے ملاقات ہوئی۔ پھر مرکزی جامع مسجد گوادر جہاں پروگرام منعقد کرنا تھا کے امام و خطیب مولانا عبدالہادی نائب امام و خطیب مولانا شاہد اور دیگر رفقاء سے ملاقات کی۔ رات کا کھانا اور خطاب مولانا محمد راشد کی مسجد علی میں طے تھا، نماز عشاء کے بعد محبت نبوی کے عنوان پر بیان کیا اور کانفرنس کی بھرپور آواز لگائی۔ دن گزرے رات آئی بس وقت گزرتا رہا۔

گوادر سے ۱۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر سُر بندر میں رات مدرسہ دارالتوحید چلے گئے، وہاں پر مولانا اللہ بخش، مولانا حافظ عبدالرشید، عبدالقادر و دیگر دوستوں سے ملاقات کی اور کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار

کرنے کی دعوت چلائی۔واپس گوادر آ کر جامع مسجد فیضی کے امام وخطیب مولانا سعید احمد دشتی اوران کے رفقاء سے ملاقات کی۔مسجد لیٹین کے امام وخطیب اور ختم نبوت کے پرانے محب مولانا قاری علی بلوچ سے ملاقات کی اور نمازی بھائیوں کو کانفرنس سے متعلق آگاہ کیا،نماز سے متصل جامع مسجد شیر عمر میں بیان ہوا۔الحمدللہ یوں مکمل دن کام میں گزر گیا۔

اگلے روز پشکان کے علماء کرام مولانا محمد انور،مولانا غلام اللہ سلیمی،مولانا محمد نور ودیگر سے حال واحوال کیا اور کانفرنس کی دعوت دے کر جمعہ میں اعلانات کے لئے عرض کیا جوانہوں نے قبول کیا،اسی طرح تحصیل جیوانی کے علماء کرام مولانا محمد عارف، مولانا زاہد، مولانا سلیم اللہ و دیگر کی خدمت میں کانفرنس سے متعلق ملاقات ہوئی اوران حضرات نے عملاً مہم چلائی، پھر گوادر میں بندہ نے مولانا پندرانی، مولانا لطف اللہ،مولانا انور منور، حکیم داد،عبدالصمد و دیگر سے ملاقات کی۔جامع مسجد بلال میں جمعہ کا خطبہ وتقریر راقم نے دیا اور کانفرنس سے متعلق آگاہ کیا، پھر رات کو جامع مسجد سیدالمرسلین میں امام وخطیب مولانا فیوض عبدالناصر کی موجودگی میں ۳۰ منٹ تقریر کی اور عوام کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ جمعہ کے اجتماعات میں تمام علماء کرام نے اعلانات کئے، ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، پھر ہفتہ کی شام مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے رفقاء کے ساتھ کراچی سے گوادر نیا آباد تشریف لائے، جامعہ مطلع العلوم میں مولانا عبدالحمید انقلابی اور طلبا نے وفد کا بھرپور استقبال کیا، وفد میں ہمارے دوست، ساتھی اور مجلس کے محب و معاون مولانا عبدالعزیز، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن اور حافظ محمد اسامہ شریک تھے۔

عشاء کی نماز کے بعد رات کا کھانا اور قیام مولانا مجاہد معاویہ کے پاس تھا۔اتوار ۲۴ رمئی بعد نماز عصر سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس شروع ہوئی جس کا آغاز تلاوت کلام سے کیا گیا۔ پروگرام تین نشستوں پر مشتمل تھا،اسٹیج و نظامت بندہ نے سنبھالا ہوا تھا،کراچی سے آئے ہوئے ہمارے مہمان مولانا قاری محمد عامر نے تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز کیا۔اس کے بعد حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدرس مدرسہ دارارقم تربت نے ”حیاء و پاکدامنی اور ہماری ذمہ داری“ کے موضوع پر بیان کیا، دوسرے مقرر مولانا عبدالحئی مطمئن تھے جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت، ایمان کی دولت کے موضوع پر بیان کیا اور سامعین کی ذہن سازی کی اور شیزان کے بائیکاٹ پر زور دیا۔ دوسری نشست نماز مغرب کے بعد مولانا حافظ عبدالرشید سُر بندر کی تلاوت کے ساتھ شروع ہوئی، نعتیہ کلام حافظ اسامہ اور طالب علم امید علی نے پیش کیا۔مولانا مفتی زاہد حسین بلوچ مدیر مدرسہ دار ارقم تربت نے امام مہدی علیہ الرضوان، حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال کے موضوع پر بہترین و مدلل بیان کیا،انہوں نے کہا کہ یہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اس کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا، یہ فتنوں کا دور چل رہا ہے،ہمیں چاہئے کہ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور علماء کے ساتھ رہیں تا کہ نجات ممکن ہوسکے، پھر حضرت مولانا محمد عارف بلوچ امیر جمعیت علماء اسلام جیونی نے ”عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری“ کے موضوع پر بیان کیا، بعد نماز عشاء تیسری نشست کی تلاوت بندہ کے لئے سعادت عظیمہ تھی،نعتیہ کلام مولوی غلام اللہ سلیمی نے پیش کیا۔خطیب بلوچستان شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ملازئی مدیر جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ کراچی کے فرزند ارجمند مولانا عبدالعزیز ملازئی نے دلنشین انداز میں بیان فرمایا اور کہا کہ یہودی وعیسائی ومرزائی و دیگر غیر مسلم قومیں جلسہ منعقد کرکے آپ علیہ السلام کی شان میں العیاذ باللہ گستاخی کرتے ہیں تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہر گلی کوچہ اور ضلع میں سیرت کانفرنس منعقد کرکے آپ علیہ السلام کی سیرت و مدح بیان کرکے سنتوں پر عمل کریں، ہمارے مہمانِ خصوصی، ہر دلعزیز شخصیت، عاشق رسول، میرے محب و مشفق مولانا قاضی احسان احمد کا بیان نہایت مدلل، پُرمغز، روایتی گھن گرج کا حامل تقریباً پون گھنٹہ پر محیط تھا۔ سامعین حضرت کے بیان سے خوب لطف اندوز ہوتے رہے۔ شیزان جوس و دیگر مرزائی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ اور ختم نبوت کے کاز و مشن پر مرمٹنے کے عہد کئے گئے۔ حضرت کے بیان کے بعد طالب علم تیمور شہید، عبدالوحید مرحوم، انور میر و دیگر کے لئے فاتحہ خوانی اور دعا کرائی گئی اور مظلوم مسلمان جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں، ان کی رہائی اور آزادی کی دعا کی گئی۔ ہمارے میزبان ونگران مولانا عبدالہادی کی دعا سے جلسہ اختتام پذیر ہوا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

مجلس کی طرف سے تمام علماء و طلباء، عوام وکارکنان ختم نبوت انتظامیہ سب کا شکریہ ادا کیا گیا۔ آخر میں دور دراز سے آئے ہوئے تمام مہمانانِ گرامی کے لئے مجلس کی طرف سے طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ کراچی سے تشریف لائے ہوئے وفد کا قیام جناب نبیل بلوچ کے پُراصرار اور شفقت پرمبنی دعوت پر اُن کی رہائش گاہ پر تھا۔ جناب برادرم شبیر بلوچ نے خوب مہمان نوازی کی۔ ربّ کریم تمام احباب کی محنتوں کو قبول فرمائے، کانفرنس مسلمانوں کے ایمان کی تقویت اور قادیانیوں کے ایمان کا باعث ثابت ہو۔آمین۔

☆☆..........☆☆

بقیہ.....اداریہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک بزرگ مولانا محمد شیر خان صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ:

''حضرت! حق تعالیٰ کی محبت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ فرمایا کہ: اپنے دونوں ہاتھوں کو ملو! کچھ دیر کے بعد فرمایا: ابھی اور ملو! پھر دریافت فرمایا کہ: اس رگڑ سے کچھ گرمی پیدا ہوئی؟ حضرتؒ نے فرمایا: جی ہاں! تو ارشاد فرمایا: اسی طرح کثرت سے ذکر اور تکرار ذکر کی رگڑ سے قلب میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔'' (معارف بہلوی، ج:۳،ص:۱۴۹)

اہل ایمان کے لیے ذکر ہی سفر آخرت کا زادِ راہ ہے۔ ذکر دلوں کی زندگی ہے، دشمنوں اور راہزنوں کے لیے ہتھیار ہے، امراض باطنی کے لیے دوا ہے، ترقی درجات کی سند ہے۔

إذا مرضنا تداوينا بذكركم
فنترك الذكر أحيانا فننتكس

یعنی ''جب ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو تیرے ذکر کو دوا بناتے ہیں، سو کبھی کبھی ذکر چھوٹ جاتا ہے تو ہم منہ کے بل گر پڑتے ہیں۔''

قرآن کریم میں بارہا کثرتِ ذکر کی تاکید کی گئی ہے۔ نمازوں کے بعد، جمعہ سے فراغت کے بعد، حج کے دوران، منیٰ میں، حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں بھی کثرتِ ذکر کا حکم ہے۔

۱:.....''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔'' (الاحزاب:۴۱) ''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔''

اور ذکر نہ کرنے پر قرآن کریم میں وعید آئی ہے:

۲:.....''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔'' (المنافقون:۹)

''اے ایمان والو! غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔''

۳:.....'' وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ، أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔'' (الحشر:۱۹)

''اور مت ہو ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ کو، پھر اللہ نے بھلا دیے ان کو ان کے جی، وہ لوگ وہی ہیں نافرمان۔''

۱:.....حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں روایت ہے کہ:

''عن أبي الدرداءؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أنبئكم بخير أعمالكم وأزكاها عند مليككم وأرفعها في درجاتكم وخير لكم من إنفاق الذهب والورِق وخير لكم من أن تلقوا عدوّكم فتضربوا أعناقهم ويضربوا أعناقكم؟ قالوا: بلى، قال: ذكر الله۔'' (مشکوٰۃ،ص:۱۹۸، بحوالہ مسند احمد، ترمذی وغیرہ)

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو اس سے آگاہ نہ کروں کہ تمہارے اعمال میں بہتر کیا ہے؟ اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے پاکیزہ کیا ہے؟ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند تر کیا ہے؟ اور جو سونے چاندی کے خرچ سے بھی بہتر ہے اور جو اس سے بھی بہتر ہے کہ دشمنوں کو ملو (سامنا ہو) اور ان کی گردنیں کاٹو یا وہ تمہاری گردنیں کاٹیں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: اے رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمایئے! وہ کیا ہے؟ فرمایا: اللہ عز وجل کا ذکر۔''

۲:.....صحیح مسلم (ج:۲،ص:۳۴۶) کی دوسری حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''إن الله عز وجل يباهي بكم الملائكة۔''..... یعنی ''اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''

۳:.....صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر مثل الحی والمیّت۔''

(مشکوٰۃ،ص:۱۹۶،بحوالہ بخاری ومسلم)

ترجمہ:''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے(یعنی ہمیشہ یا کبھی کبھی)اور اس شخص کی جو اپنے پروردگار کو یاد نہیں کرتا،زندہ اور مردہ کی مانند ہے۔''

یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے،کیونکہ اس کو حیاتِ روحانی یعنی قرب بارگاہِ خداوندی عزاسمہ حاصل ہے،جو اصل حیات ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔ اگر یاد سے بالکل خالی ہے تو مکمل طور پر دوراز درگاہ،محروم اور مطرود ہے،اور اگر کبھی کبھی یاد کرتا ہے تو بقدرِ غفلت حیات سے خالی ہے۔

۴:.....صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور پرنور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی، ومن ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہم۔''

ترجمہ:''جو شخص اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں،اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں ایسے مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے(یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں)۔'' (متفق علیہ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات(جلد دوم،نمبر:۴۱ کے مکتوب:۲۵)میں ہے،جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

''اپنے اوقات کو ہمیشہ ذکر الٰہی جل شانہٗ میں مصروف رکھنا چاہیے،ہر وہ عمل جو روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے،اگرچہ وہ خرید وفروخت ہی کیوں نہ ہو،لہٰذا تمام حرکات وسکنات میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی چاہیے،تاکہ سب کام ذکر(کے حکم میں)ہو جائیں،کیونکہ ذکر سے مراد غفلت کا دور ہونا ہے اور جب تمام افعال میں اوامر ونواہی کو مدِنظر رکھا جائے تو ان اوامر ونواہی کا حکم دینے والے(حق تعالیٰ)کی(یاد کی)غفلت سے نجات حاصل ہو جاتی ہے اور اس سے ذکر پر دوام حاصل ہو جاتا ہے۔''(معارف بہلویؒ،حصہ سوم،ص:۳۶۰)

....

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے ان مہمانانِ گرامی کا جامعہ آمد پر شکریہ بھی ادا کیا اور فرمایا:حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم نے اپنے والد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی یاد تازہ کردی۔حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ جب کراچی تشریف لاتے تو محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ سے ضرور ملنے آتے اور حضرت بنوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد بھی جامعہ تشریف لاتے۔وہیل چیئر پر بیٹھے حضرت بنوری رحمہ اللہ کی قبر پر تشریف لا کر ایصالِ ثواب کرتے اور پھر واپس تشریف لے جاتے۔ان اکابر کی یہاں تشریف آوری پر وہ پورا منظر میری آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔آج حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے صاحبزادہ اپنے رفقاء اور شیوخ کے ساتھ ہمارے درمیان موجود ہیں،یہ ہمارے لیے بہت بڑی سعادت ہے۔اس موقع پر حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب نے چند مختصر مگر پُراثر نصائح بھی فرمائیں،فرمایا:

۱:.....تصوف کی مخالفت نہ کریں،ہمارے بڑے بڑے بزرگ سب صوفی تھے۔

۲:.....تبلیغ بطرزِ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی جائے،اور اس کام میں علماء کو آگے لایا جائے۔

۳:.....حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ساری خانقاہیں سنبھالیں۔

اس پر حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے دعا کرائی اور یہ روحانی مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

تحریکِ ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۳۲

سعود ساحر

معزز ارکان کمیٹی! پھر ایک دلچسپ دور آتا ہے، جس میں وہ (مرزا غلام قادیانی) اپنے اندر تمام انبیاء کی صفات کا دعویٰ کرتا ہے، بہ حوالہ روحانی خزائن، براہین صفحہ ۱۱۷-۱۱۸ سے اقتباس ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزرے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں تو فرعون ہو یا وہ یہود ہوں، جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو، سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔“ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”اللہ اپنے تمام نبیوں کی عمدہ اور بہترین صفات کو ایک شخص میں یکجا کرنا چاہتا تھا اور وہ میں ہوں۔“ یہی وہ دور ہے، جب مرزا غلام احمد کہتا ہے ”میں خدا کی تیئیں برس کی وحی کو کیسے رد کرسکتا ہوں، میں اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں، جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔“ نزول المسیح صفحہ ۹۹ پر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا تعالیٰ جل شانہ کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو مجھ پر نازل ہوتا ہے۔“ معزز ارکان کمیٹی! یہ ایک بہت ہی بڑا دعویٰ ہے، جو اس (مرزا غلام قادیانی) نے اس دور میں کیا۔ وہ کہتا ہے کہ ”اللہ کی طرف سے جو وحی اس کو آتی ہے، وہ مرتبے اور تقدس میں پیغمبر اسلام کی وحی کے برابر ہے۔ یہ نعوذ باللہ قرآن کی برابری کا دعویٰ ہے اور یہ اس کے اشعار ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفاں نہ کمترم ز کسے

(اگر چہ بے شمار نبی آئے، مگر میں کسی سے کم نہیں ہوں)

آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(خدا نے ہر نبی کو جام دیا، مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا)

معزز ارکان کمیٹی! اس زمانے میں مرزا کہتا ہے کہ ”میں امتی نبی ہوں، غیر شریعت والا نبی، لیکن ساتھ ہی وہ حضرت محمدؐ کی برابری کی بات کرتا ہے، پھر مرزا غلام احمد کہتا ہے ”ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے، جس نے وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب شریعت ہو گیا، پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔“

چھ ستمبر کے اجلاس میں اٹارنی جنرل محترم یحیٰی بختیار اپنے خطاب کے دوران مرزا غلام قادیانی کی زندگی کے مختلف ادوار پر روشنی ڈال رہے تھے۔ انہوں نے مرزا کے تیسرے دور کا احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

یہاں وہ (غلام قادیانی) کہتا ہے: ”اس کی وحی میں بھی احکام موجود ہیں ”یہ کرو، یہ نہ کرو“ جس طرح حضرت موسیٰ کے قانون میں تھا۔“ جناب والا! یہ تین ادوار (مرزا غلام قادیانی کے) ہیں۔ جن کا میں نے مختصراً ذکر کیا۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اب کمیٹی یہ فیصلہ کرے کہ مرزا غلام احمد نے نبی ہونے کا جو دعویٰ کیا، وہ کس قسم کے نبی ہونے کا کیا؟ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ یہ بے چینی اور اضطراب کیوں پیدا ہوا؟ اس دعویٰ کے خلاف اتنا شدید ردعمل کیوں ہوا؟ یہ سب حالات ہمیں خاتم النبیین کے تصور کی طرف لے جاتے ہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ مسلمان احسان فراموش نہیں، وہ اپنے علماء اور لیڈروں کی عزت کرتے ہیں، آخر وہ ایک شخص (مرزا قادیانی) کے خلاف کیوں ہو گئے، جسے وہ اپنا ہیرو مانتے تھے؟ مرزا غلام احمد کا بیٹا کہتا ہے: ”اس کی بھیڑیں بھیڑیے بن گئے۔“ اس کا جواب دینے کے لیے اپنے محدود علم کے مطابق ایوان کی اجازت سے میں ختم نبوت کا تصور پیش کروں گا، مجھے امید ہے کہ اگر کہیں غلطی کروں تو ایوان کے اندر فاضل دوست اور علمائے کرام میری تصحیح فرمادیں گے۔

جناب! خاتم النبیین کا لفظی مطلب مہر نبوت ہے، گزشتہ چودہ سو برس میں عام طور پر مسلمانوں کے نزدیک مہر نبوت کا مطلب آخری نبی ہیں، جن پر اللہ کا پیغام (وحی) نازل ہوا۔ بدرجہ اتم مکمل ہوا، ہمیشہ کے

لئے۔ وہی آخری نبی ہیں۔ جیسے جیسے انسانیت نے ارتقاء کی منزلیں طے کیں، یا ذہنی اور جسمانی طور پر کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے اپنا آخری پیغام انسانیت کے لیے اتارا، جو قیامت تک نافذ العمل ہے، کیونکہ ہر دور میں بنیادی انسانی ضروریات، دشواریاں ایک جیسی ہوتی ہیں، البتہ حالات کے تحت ان کی نوعیت بدلتی رہتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری پیغام اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے نازل فرمایا اور حکم فرمایا کہ قیامت تک اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی، نہ اس میں کوئی ردّوبدل کرسکتا ہے۔ یہی خاتم النبیین یا ختم نبوت کا تصور ہے، وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس تصور کی حکمت کیا ہے؟ اس کی سب سے زیادہ محکم اور مقتدر تعبیر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی: "لا نبی بعدی" (ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) اس حدیث کو مسلمانوں کے کسی فرقے نے کبھی بھی متنازعہ نہیں سمجھا۔ جناب! اس حدیث میں پوشیدہ حکمت پر غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری علالت کے دوران صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہیں، آپ کی بات سنیں، اس پر عمل کریں، اور جب آپ دنیا سے پردہ فرمالیں تو قرآن کو مضبوطی سے پکڑیں۔ جس کام سے قرآن منع فرماتا ہے، اس سے باز رہیں اور جس کی قرآن اجازت دیتا ہے، اسے اختیار کریں۔ انسانیت کی تکمیل ہوچکی، اللہ کا پیغام مکمل ہوچکا، چودہ سو سال پہلے جب بادشاہوں اور قبائلی سرداروں کا زمانہ تھا، جن کی زبان سے نکلا ہوا لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا۔ دنیا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادہ الفاظ میں قانون کی بالادستی کا تصور پیش فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کے بعد تم پر کسی کی اطاعت واجب نہیں، صرف اللہ، اس کے قرآن اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، قرآن پر سختی کے ساتھ عمل کرو، جس سے منع کرے رُک جاؤ۔"

میری ناقص رائے میں یہ پوری انسانیت کے لئے اعلان آزادی تھا۔ آج کے بعد کوئی کسی بادشاہ، حاکم یا آمر کا غلام نہیں۔ تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتا ہے، خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: "جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کروں، تم میری اطاعت کرو، اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔" یہی وجہ ہے کہ جب ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ: "مجھے الہام ہوتا ہے، وحی آتی ہے، میں حکم دوں گا، جس کو ماننا تم پر فرض ہوگا" تو عالم اسلام میں ہیجان پیدا ہوگیا۔

ایک اور پہلو جس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں، یہ آزادیٔ فکر کا پہلو ہے، تمام مسلمان قرآن میں تدبر کرنے اور معنی سمجھنے میں آزاد ہیں، کوئی کسی پر اپنی تفسیر مسلط نہیں کرسکتا، علامہ اقبالؒ نے کہا: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے کی بات حرفِ آخر نہیں ہوسکتی۔" چنانچہ یہ ایک طرح کا اعلانِ آزادی ہے کہ آپ کی سوچ پر کوئی قدغن نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ آزادیٔ فکر، اسلام کے بنیادی اُصولوں کے دائرے تک محدود ہے، مثلاً توحید کا اصول، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین یا ختم نبوت کا ہے۔ اس کے اندر رہتے ہوئے آپ اپنی تعبیر کرسکتے ہیں اور جو راستہ آپ صحیح سمجھتے ہیں اختیار کرسکتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس آزادیٔ فکر کی وجہ سے ہم بہت سے فرقوں میں بٹ چکے ہیں، گو یہ فرقہ بندی اسلام کا طرۂ امتیاز ہے اور جمہوریت نوازی کا مظہر ہے، مختلف فرقوں کے بارے میں علامہ اقبالؒ کیا فرماتے ہیں، یہ اقتباس اس مباحثے سے ماخوذ ہے، جو پنڈت نہرو کے احمدیوں کے بارے میں بیان کے جواب میں کہا تھا۔

علامہ اقبالؒ کہتے ہیں: "ختمیت کے نظریے سے یہ مطلب نہ اخذ کیا جائے کہ زندگی کے نوشتہ تقدیر کا انجام استدلال کے ہاتھوں جذباتیت کا مکمل انخلا ہے۔ ایسا ہونا نہ تو ممکن ہے اور نہ پسندیدہ، کسی بھی نظریے کی دینی قدر و منزلت اس میں ہے کہ کہاں تک وہ نظریہ عارفانہ واردات کے لئے ایک خودمختارانہ اور

مولانا محمد طیب مبلغ ختم نبوت اسلام آباد کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ اور ہمارے مخلص ساتھی مولانا محمد طیب کے برادر خورد حافظ محمد شاہد کو گزشتہ دنوں مانسہرہ کے علاقہ کالج دوراحہ میں سفاک قاتلوں نے فائرنگ کرکے شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس اچانک اور دل سوز واقعہ سے مرحوم کے عزیز واقارب بلکہ پورا خاندان غم و رنج سے نڈھال ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کے قاتلوں کو جلد از جلد کیفرِ کردار تک پہنچائے اور مرحوم کے دو معصوم بچوں اور بیوہ کی کفالت فرمائے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر علماء کرام، مبلغین ختم نبوت اور کارکنان نے مولانا محمد طیب سے اس عظیم صدمہ پر اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ حافظ محمد شاہد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ناقدانہ نوعیت کے تحقیقی نقطۂ نگاہ کو جنم دینے میں معاون ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اندر اس اعتقاد کی تخلیق بھی کرے کہ اگر کوئی مقتدر شخص ان وارداتوں کی وجوہ پر اپنے اندر کوئی مافوق الفطر بنیاد کا داعیہ پاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ اس نوعیت کا داعیہ تاریخ انسانی کے لئے اب ختم ہو چکا ہے، اس طرح ہر وہ اعتقاد ایک نفسیاتی طاقت بن جاتا ہے، جو مقتدر شخص کے اختیاری دعویٰ کا نشو و نما پانے سے روکتا ہے۔ ساتھ ہی اس تصور کا فعل یہ ہے کہ انسان کے لئے اس کے واردات قلبیہ کے میدان میں اس کے لئے علم کے نئے مناظر کھول دے۔''

پھر مرزا غلام احمد کے حوالے سے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں: ''اختتامیہ جملے سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ولی اور اولیاء حضرات نفسیاتی طریقے پر دنیا میں ہمیشہ ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔ اب اس زمرے میں مرزا غلام احمد شامل تھے یا نہیں، یہ علیحدہ سوال ہے، مگر بات اصلی یہی ہے کہ بنی نوع انسان میں جب تک روحانیت کی صلاحیت قائم ہے، ایسے حضرات مثالی زندگی پیش کر کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے تمام اقوام اور تمام ممالک میں پیدا ہوتے رہیں گے، اگر کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ اس نے بشری وقوعات سے روگردانی کی، فرق صرف یہ ہے کہ آدمی کوئی زمانہ یہ حق ہے کہ ان حضرات کے وارداتِ قلبیہ کا ناقدانہ طور پر تجزیہ کرے۔ ختمیت انبیاء کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اور بھی کئی باتیں ہیں کہ دینی زندگی میں اس کا انکار عذابِ اُخروی کا ابتلا ہے، اس زندگی میں ذاتی نوعیت کا تحکم واقتدار اب معدوم ہو چکا ہے۔''

سو جناب والا! آئندہ کوئی فرد یہ کہنے نہیں آئے گا کہ مجھے وحیٔ الٰہی ہوتی ہے، اور یہ اللہ کا پیغام ہے، جس کا ماننا لازم ہے۔ حالانکہ لازم وہی ہے جو قرآن پاک میں آچکا۔ آگے علامہ صاحب کہتے ہیں:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھا سادہ ایمان دو اصولوں پر مبنی ہے کہ خدا ایک ہے، دوئم: محمدؐ ان مقدس حضرات کے سلسلہ کی آخری ہستی ہیں جو تمام ممالک اور قرون میں وقتاً فوقتاً نوعِ انسانی کو معاشرتی زندگی کا صحیح طریقہ گزارنے کی راہ بتلاتے آتے رہتے ہیں۔ کسی عیسائی مصنف نے عقیدے کی یہ تعریف کی ہے کہ عقیدہ ایک مسئلہ ہے جو عقلیت سے ماورٰی ہے، جس کے مفہوم کو سمجھے بوجھے بغیر ماننا مذہبی یکجہتی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے، اگر یہ بات ہے تو اسلام کی ان دو سادہ سی تجاویز کو عقیدے کے نام ہی سے موسوم ہی نہیں کیا جانا چاہئے، کیونکہ ان دونوں کی واقفیت کی دلیل وارداتِ باطنہ بشریہ پر مؤید ہے، اور بوقت بحث معقولیت کی صلاحیت کافی حد تک رکھتی ہے۔'' (جاری ہے)

REGD. SS 160

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- دفاترِ ختمِ نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجئے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
حافظ ناصر الدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583486, 061-4783486

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.